۱

از

حضرت سید محمود احمد رضوی رحمۃ اللہ علیہ

علمِ غیبِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم

یہ امر محتاجِ دلیل نہیں ہے کہ علم انسان کی فضیلت وعظمت کا باعث ہے۔ اللہ تعالےٰ نے ملائکہ پر سیدنا آدم علیہ السلام کی فضیلت وعظمت کا سبب علم وحکمت کو ظاہر فرمایا۔ یوں تو تمام انبیاء کرام کو اللہ تعالےٰ نے علم کی دولت سے نوازا ہے۔ لیکن کتاب وسنت سے واضح ہے اور امت کا اس امر پر اجماع ہے کہ اللہ تعالےٰ نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو جو وسیع علم عطا فرمایا۔ اپنی مخلوق میں کسی کو نہ دیا۔ علماءِ اہلسنّت نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی فضیلتِ علمی کے موضوع پر متعدد کتابیں تصنیف کی ہیں۔ آج کی مجلس میں راقم بطورِ نمونہ چند اِن شبہات کے جوابات پیش کرنا چاہتا ہے۔ جو حضور علیہ السلام کے فضلِ علمی کا انکار کرنے والے پیش کرتے ہیں جس سے آپ کو ان لوگوں کی ذہنی کیفیت کا بھی اندازہ ہوگا اور یہ بھی کہ یہ لوگ نبی علیہ السلام کی ذاتِ پاک سے علمِ غیب کی نفی کے لیے کیسے کیسے ایمان سوز شبہات پیش کرتے ہیں اور ان کے استدلالات کتنا وزن رکھتے ہیں؟

واقعہ افک اور منکرینِ شانِ نبوّت

۱۔ ام المومنین سیدہ عفیفہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا کی ذاتِ اقدس پر منافقین نے جو تہمت لگائی اس کا مقصد وحید حضور سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم کی نبوت اور دینِ اسلام کی حقانیت میں تشکیک پیدا کرکے اسلام کی بنیاد کو منہدم

کرنا تھا۔ منافقین یہ تاثر دینا چاہتے تھے کہ جس نبی کے گھر کا یہ حال ہے اس کی نبوت و رسالت کی صداقت و حقانیت کو کیسے تسلیم کر لیا جائے۔ مگر حیرت و افسوس ہوتا ہے ان نام کے مسلمانوں پر جو منافقین کے اس ذلیل و رکیک الزام کے واقعہ سے بھی حضور اقدس صلے اللہ علیہ وسلم کے علم و فضل کے انکار کی راہیں نکالنے کی مذموم کوشش کرتے ہیں۔

۲۔ ان سفہا کا کہنا ہے کہ اگر حضور علیہ السلام کو اپنی اہلیہ محترمہ کی پاکدامنی کا نزولِ وحی سے پہلے علم ہوتا تو آپ اضطراب و پریشانی میں کیوں مبتلا رہتے۔ سینتیس ۳۷ روز تک آپ اہل سے کیوں جدا رہتے۔ جب قرآنِ مجید نے جنابِ عائشہ کو پاکدامن اور منافقوں کو جھوٹا قرار دے دیا۔ تب جا کر اصل حقیقت آپ پر منکشف ہوئی —
(نصیحۃ المسلمین مولوی خرم علی دیوبندی)

۳۔ لیکن ان تمام امور کو حضور اقدس صلے اللہ علیہ وسلم کی لاعلمی کی دلیل بنانا عقلاً و شرعاً ہر طرح باطل ہے۔ امام فخر رازی تفسیرِ کبیر میں فرماتے ہیں کہ انبیائے کرام کی ازواجِ مطہرات کافرہ تو ہو سکتی ہیں (جیسے حضرت لوط اور حضرت نوح علیہ السلام کی) مگر انبیائے کرام کی ازواج فاجرہ (بدکارہ) نہیں ہو سکتیں کیونکہ کفر نفرت دینے والی چیز نہیں ہے مگر بی بی کا فاجرہ (بدکار) ہونا باعثِ نفرت اور سخت بدنامی کا باعث ہوتا ہے۔ یہ ایسی اخلاقی خرابی ہے جسے کوئی بھی غیرت مند برداشت نہیں کر سکتا۔ اس لیے انبیائے کرام کی ازواج فاجرہ نہیں ہو سکتیں (تفسیرِ کبیر جلد ۶) اس ضابطہ کو بیان کرنے کے بعد ان کے ارشاد کا خلاصہ یہ ہے کہ قرآنِ مجید نے تصریح کی ہے کہ حضور اقدس صلے اللہ علیہ وسلم کفار کی نامعقول باتوں کو سن کر تنگدل اور مغموم ہو جایا کرتے تھے۔ حالانکہ نبی علیہ السلام کو معلوم تھا کہ کفار کے اقوال باطلِ محض ہیں۔ چنانچہ ارشادِ باری تعالے ہے :-

وَلَقَدْ نَعْلَمُ اَنَّكَ يَضِيْقُ صَدْرُكَ بِمَا يَقُوْلُوْنَ
(سورہ الحجر ۹۷)

بے شک ہمیں معلوم ہے کہ ان کی باتوں سے تم دل تنگ کرتے ہو۔

یعنی دعوتِ اسلام کے مقابل کفار کے لغو اور بیکار اعتراضوں پر رنجیدہ ہوتے تھے حالانکہ حضور کو بالیقین معلوم ہے کہ کفار جو کہتے ہیں وہ غلط اور باطل ہے — واقعہ افک کی بھی یہی کیفیت ہے۔ حضور اقدس صلے اللہ علیہ وسلم کو بالیقین معلوم تھا کہ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا پاکدامن ہیں اور منافقین کی تہمت غلط اور واقعہ کے خلاف ہے مگر اس کے باوجود حضور کا تنگ دل اور رنجیدہ ہونا محض کفار کی بیہودہ گوئی اور جھوٹی تہمت کی وجہ سے تھا۔ حضور کے رنجیدہ ہونے کی یہ وجہ نہ تھی کہ آپ کو جناب عائشہ صدیقہ کی پاک دامنی پر شک یا بدگمانی تھی۔

۴۔ نیز جناب ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا کا اس واقعہ سے پیشتر کے حالات اور سیرت و کردار سے بھی ظاہر تھا کہ آپ فسق و فجور سے پاک و صاف ہیں تو جس کی یہ کیفیت ہو اس کے ساتھ بدگمانی کی کیا گنجائش۔

۵۔ اور یہ بھی واضح ہے تہمت لگانے والے منافق تھے۔ ظاہر ہے کہ مفتری دشمن کی بات ہذیان سے زیادہ حیثیت نہیں رکھتی۔ یعنی منافقین کا آپ کی پاکدامنی پر حرف زنی کرنا ہی ان کے مفتری و کذاب ہونے کی دلیل تھا۔ اس لیے ان قرائنِ واضحہ کی موجودگی میں نزولِ وحی سے قبل بھی منافقین کے الزام کا غلط اور بہتان ہونا واضح تھا[1]

---

[1] امام فخر رازی تفسیر کبیر جلد ۶ میں لکھتے ہیں۔

فَاِنْ قِيْلَ كَيْفَ جَازَ اَنْ تَكُوْنَ اِمْرَاَةُ النَّبِيِّ كَافِرَةً كَامْرَاَةِ نُوْحٍ وَّلَمْ يَجُزْ اَنْ تَكُوْنَ فَاجِرَةً وَّاَيْضًا لَمْ يَجُزْ ذَالِكَ لَكَانَ الرَّسُوْلُ

منافقین نے جو تہمت لگائی تھی۔ حضور نبی کریم علیہ السلام کو نزولِ وحی سے قبل ہی اس کے باطل و بہتان ہونے کا علم و یقین تھا۔ کسی بھی شخص پر جھوٹی تہمت لگائی جائے خصوصاً اس کی بیوی پر تو اس کے غلط اور بہتان ہونے کے علم کے باوجود ایک غیرت مند انسان کو رنج و غم ہونا بالکل فطری بات ہے۔ نہ صرف اس کو بلکہ اس کے عزیز و اقارب اور دوست و احباب کو بھی پریشانی ہوتی ہے۔

۷۔ تو نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مغموم و پریشان ہونے کی وجہ یہ نہیں تھی کہ آپ کو حقیقت کا علم نہ تھا بلکہ پریشانی کی وجہ محض منافقین کا ایک ایسی ہستی کو متہم کرنا تھا جس کی سیرت و کردار کی طہارت و پاکیزگی پہلے ہی سے معلوم تھی۔

اَعْرَفَ النَّاسِ بِامْتِنَاعِهٖ وَلَوْ عَرَفَ ذَالِكَ لَمَا ضَاقَ قَلْبُهٗ لَمَّا سَأَلَ عَائِشَةَ كَيْفِيَّةَ الْوَاقِعَةِ قُلْنَا الْجَوَابُ عَنِ الْاَوَّلِ اَنَّ الْكُفْرَ لَيْسَ مِنَ الْمُنَفِّرَاتِ اَمَّا كَوْنُهَا فَاجِرَةً فَمِنَ الْمُنَفِّرَاتِ وَالْجَوَابُ عَنِ الثَّانِيْ اَنَّهٗ عَلَيْهِ السَّلَامُ كَثِيْرًا مَّا كَانَ يَضِيْقُ قَلْبُهٗ مِنْ اَقْوَالِ الْكُفَّارِ مَعَ عِلْمِهٖ بِفَسَادِ تِلْكَ الْاَقْوَالِ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى وَلَقَدْ نَعْلَمُ اَنَّكَ يَضِيْقُ صَدْرُكَ بِمَا يَقُوْلُوْنَ فَكَانَ هٰذَا الْبَابُ وَثَانِيْهَا اَنَّ الْمَعْرُوْفَ مِنْ حَالِ عَائِشَةَ قَبْلَ تِلْكَ الْوَاقِعَةِ اِنَّمَا هُوَ الصَّوْنُ وَالْبُعْدُ عَنْ مُقَدِّمَاتِ الْفُجُوْرِ وَمَا كَانَ اللَّائِقُ اِحْسَانَ الظَّنِّ بِهٖ ثَالِثُهَا اَنَّ الْقَاذِفِيْنَ كَانُوْا مِنَ الْمُنَافِقِيْنَ وَاَتْبَاعِهِمْ وَقَدْ عُرِفَ اَنَّ الْكَلَامَ عَدُوُّ الْمُفْتَرِيْ ضَرْبٌ مِنَ الْهَذَيَانِ فَلِمَجْمُوْعِ هٰذِهِ الْقَرَائِنِ كَانَ ذَالِكَ الْقَوْلُ مَعْلُوْمَ الْفَسَادِ قَبْلَ نُزُوْلِ الْوَحْيِ۔

۸- علاوہ ازیں انبیاء کرام کی ازواج کا فاجرہ نہ ہونا بھی حضور کے علم میں تھا اور یہ بھی واضح ہے کہ کوئی اپنے ذاتی قضیہ و معاملہ کا فیصلہ خود نہیں کرتا۔ اگر حضور علیہ السلام خود ہی منافقین کے اتہام کے غلط ہونے کا عدالتی فیصلہ فرما دیتے تو پھر منافقین کو یہ کہنے کی گنجائش ہو جاتی کہ گھر کا معاملہ تھا اس لیے رفع دفع کر دیا۔

۹- احادیث سے واضح ہے اور حضرت عائشہ نے خود بھی بطور تحدیثِ نعمت اپنی اس فضیلت کو بیان فرمایا ہے کہ دوسری عورتوں کا نکاح زمین پر ہوا اور میرا نکاح حضور کے ساتھ اللہ تعالےٰ نے آسمانوں پر فرمایا اور بخاری شریف کی حدیث میں حضور سید عالم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ خواب میں مجھے حضرت عائشہ کو ریشمی لباس میں پیش کیا گیا اور کہا گیا کہ یہ آپ کی زوجہ ہیں [۱] اور انبیائے کرام کے خواب کا وحی ہونا کتاب و سنّت سے ثابت ہے۔ سیدنا ابراہیم خلیل علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے اپنے خواب کی بنیاد پر ہی اپنے مقدس بیٹے کی قربانی دی تھی اور بخاری شریف کی حدیث میں ہے کہ انبیاء کے خواب بھی وحی ہوتے ہیں [۲] تو جس مقدس خاتون کو اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب کے نکاح میں دیا ہو اس کے متعلق خود حضور سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم محض منافقین کی جھوٹی تہمت کی بنا پر بدظن ہو سکتے ہیں؛ ہرگز نہیں لہٰذا واقعہ

---

[۱] اِنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ لَھَا اُرِیْتُکِ فِی الْمَنَامِ مَرَّتَیْنِ اَرٰی اَنَّکِ فِیْ سَرَقَۃٍ مِنْ حَرِیْرٍ وَیَقُوْلُ ھٰذِہٖ اِمْرَاَتُکَ فَاَکْشِفُ عَنْھَا فَاِذَا ھِیَ اَنْتِ ـــــ وَفِیْ رِوَایَۃٍ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ ایک روایت میں ہے کہ تین مرتبہ خواب میں حضور کو یہ واقعہ پیش آیا (قسطلانی، بخاری ج ۲ ص ۱۵۵)

[۲] رُؤْیَا الْاَنْبِیَاءِ وَحْیٌ (بخاری) قرآن مجید میں ہے۔ اِنِّیْ اَرٰی فِی الْمَنَامِ اَنِّیْ اَذْبَحُکَ الخ (سورۃ الصّٰفّٰت ۱۰۲ ص ۵۳۴)

افک کو حضور کے عدمِ علم کی دلیل بنانا باطلِ محض ہے۔

۱۰۔ افسوس منکرینِ شانِ رسالت نے واقعہ افک کو حضور کے عدم علم کی دلیل بنا کر نہ صرف حضور کی ذاتِ اقدس پر دو غلط الزام لگا دیئے ایک عدم علم اور دوسرا یہ کہ حضور کا حضرت عائشہ سے بدگمان ہونا (حالانکہ شرعاً کسی مسلمان پر بدگمانی حرام ہے) بلکہ ان سفہاء نے اس ذلیل استدلال سے اللہ رب العزت جل مجدہ کی شانِ ارفع و اعلیٰ کو بھی مجروح کر دینے کی ناپاک کوشش کی کہ معاذ اللہ معاذ اللہ معاذ اللہ اس عالم الغیب والشہادہ نے ایک ایسی ویسی خاتون کو اپنے مقدس رسول کے عقد میں دیدیا۔

۱۱۔ رہا یہ سوال کہ وحی کا انتظار کیوں فرمایا ؟ تو اس میں جو حکمتیں تھیں ان کے اظہار و بیان کے لیے دفتر درکار ہے۔ وحی کے انتظار فرمانے اور خود عدالتیٔ فیصلہ نہ فرمانے میں ایک تو یہ حکمت تھی۔ اپنے ذاتی معاملہ کا خود فیصلہ نہیں کیا جاتا ورنہ منافقین کو مزید شبہات پیدا کرنے کی گنجائش نکل آتی جیسا کہ ہم نے اوپر لکھا۔

۱۲۔ ایک حکمت یہ تھی کہ بذریعہ وحی فیصلہ ہونا قطعی الثبوت اور قطعی الدلالت قرار پاگیا اور قرآنِ مجید کے منافقوں کو جھوٹا اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا کو عفیفہ پارسا پاکدامن قرار دینے سے اس مسئلہ کی حیثیت ایسی ہوگئی۔ اب جو معاذ اللہ ذرا بھی جناب عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا کے متعلق دل میں شبہ رکھے اور ان کی پاکدامنی اور منافقین کے جھوٹا ہونے پر ایمان نہ لائے وہ قرآن کا منکر اور اسلام کے دائرہ سے خارج ہو کر کافر قرار پاتا ہے۔

۱۳۔ نیز اس واقعہ میں حضور سرورِ عالم صلے اللہ علیہ وسلم اور حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا کے صبر و شکر کا امتحان بھی تھا کہ تہمت کے جھوٹا ہونے کے باوجود آپ نے معاملہ اللہ سبحانہ تعالےٰ کے سپرد کر دیا۔ یہ اور اس نوع کی متعدد حکمتیں تھیں۔ جن کی بنا پر حضور اقدس صلے اللہ علیہ وسلم نے خود جج بن کر عدالتی

فیصلہ نہ فرمایا بلکہ اللہ تعالےٰ کے فیصلہ فرمانے کا انتظار فرمایا۔

۱۴۔ ورنہ جہاں تک حقیقتِ حال کا تعلق ہے تو وہ تو آفتاب کی طرح حضور پر واضح تھی اور آپ کو تہمت کے جھوٹے ہونے اور سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا کے طیبہ طاہرہ عفیفہ پارسا ہونے کا ایسا یقین تھا کہ آپ نے نزولِ وحی سے قبل اللہ تعالےٰ کے نامِ اقدس کی قسم کھا کر فرمایا۔

مَنْ یَّعْذُرُنِیْ مِنْ رَجُلٍ بَلَغَنِیْ اَذَاہُ فِیْ اَھْلِیْ فَوَاللّٰہِ مَا عَلِمْتُ عَلٰی اَھْلِیْ اِلَّا خَیْرًا (بخاری شریف)

کون ہے جو ایسے شخص کے متعلق میری طرف سے خیر خواہی کرے جس نے میری زوجہ کے متعلق مجھے رنج اور اذیت پہنچائی ہے۔ خدا کی قسم میں اپنی زوجہ میں بھلائی کے سوا کچھ نہیں دیکھتا

اہلِ ایمان اپنے ضمیر سے پوچھیں کہ نزولِ وحی سے قبل حضور علیہ السلام قسم کھا کر تہمت کے جھوٹے ہونے کا اعلان فرما رہے ہیں اور واضح لفظوں میں فرما رہے ہیں کہ خدا کی قسم مجھے اپنی زوجہ میں خیر کے سوا کچھ نظر نہیں آیا۔

حضور علیہ السلام کے اس ارشاد سے قطعی وحتمی طور پر واضح ہو گیا کہ نہ تو آپ کو حضرت عائشہ پر بدگمانی تھی اور نہ ہی آپ اصل حقیقت سے بے خبر تھے۔ مومن مسلمان کے لیے تو صرف حضور کا ارشاد ہی کافی ہے۔ اب اگر کوئی حضور کے قسم کھا کر ارشاد پر اعتبار نہ کرے اور یہی رٹ لگاتا رہے کہ حضور سید عالم صلے اللہ علیہ وسلم کو علم نہ تھا تو ایسے متعصب منکر کے لیے تو یہی کہا جا سکتا ہے کہ انشاء اللہ میدانِ حشر میں اس کو اس بیباکی و گستاخی کی ضرور سزا ملے گی ؎

ذکر رد کے فضل کاٹے نقص کا جویاں رہے
پھر کہے مردک کہ ہوں امت رسول اللہ کی

حدیثِ مَا ادری سے استدلال کا جواب

قرآنِ مجید میں حضور علیہ السلام سے فرمایا گیا کہ آپ فرمادیجئے۔

مَا ادری اور حدیثِ بخاری میں بھی حضور نے اپنی ذات کے لیے مَا ادری کا لفظ استعمال کیا ہے چنانچہ

۱۔ بخاری شریف کی ایک حدیث کا مضمون ہے کہ جب حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ تعالےٰ عنہ کا انتقال ہوا تو حضرت ام العلاء انصاریہ نے کہا کہ اللہ نے تم کو عزت دی ہے یعنی تم جنتی ہو۔ اس پر حضور سید عالم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ تمہیں کیسے معلوم ہوا کہ اللہ نے ان کو عزّت دی ہے؟ اور فرمایا

وَاللّٰهِ اِنِّي لَاَرْجُوْلَهُ الْخَيْرَ وَاللّٰهِ مَا اَدْرِيْ وَاَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ مَا يُفْعَلُ بِيْ

(بخاری) کتاب الجنائز

بخدا مجھے بارگاہِ خداوندی سے عثمان کے لیے خیر کی ہی اُمید ہے اور خدا کی قسم میں (قیاس) سے یہ نہیں کہتا کہ اللہ تعالےٰ میرے ساتھ کیا معاملہ فرمائے گا۔

اس حدیث کا مطلب صرف اس قدر ہے کہ کسی مسلمان کے متعلق محض قیاس اور ظن وتخمین سے یہ حکم لگا دینا کہ وہ جنتی ہے درست نہیں ہے۔

حضرت ام العلا نے حضرت عثمان بن مظعون کے متعلق جو جنتی ہونے کا حکم لگایا تھا وہ محض قیاس سے لگایا تھا کہ وہ نیک اور پارسا ہیں لہذا جنتی ہیں۔ حضور علیہ السلام نے انہیں ہدایت کی کہ کسی نیک بندے کے متعلق یہ امید تو ظاہر کی جاسکتی ہے کہ اللہ تعالےٰ اس کو جنت میں داخل فرمائے گا مگر کسی کے حق میں قطعی طور پر یہ حکم لگا دینا کہ وہ جنتی ہے درست نہیں ہے۔ جب تک کہ کتاب وسنت میں اس کی تصریح نہ آجائے جیسا کہ عشرہ مبشرہ کے جنتی ہونے کی احادیث میں تصریح ہے تو عشرہ مبشرہ کے متعلق تو یقیناً یہ کہا جائے گا کہ وہ جنّتی ہیں لیکن ان کے علاوہ جو مسلمان ہیں ان کے متعلق اٹکل یا

قیاس یا ظن و تخمین سے جنتی یا دوزخی ہونے کا حکم لگا دینا درست نہیں ہے۔

۲۔ منکرینِ شانِ رسالت اس حدیث کے جملے مَا اَدرِی سے یہ استدلال کرتے ہیں کہ نبی علیہ السلام کو تو معاذ اللہ اس کا علم بھی نہ تھا کہ اللہ تعالےٰ قیامت کے دن آپ کے ساتھ کیا سلوک فرمائے گا؟ لیکن یہ استدلال شرعاً و عقلاً باطلِ محض ہے اور ایمان کے تقاضوں کے منافی ہے کیونکہ مَا اَدرِی درایۃ سے مشتق ہے جس کے معنیٰ ظن و تخمین، قیاس اور اٹکل پچو بات کرنے کے ہیں (چنانچہ علامہ شامی علیہ الرحمۃ نے ردالمختار میں درایت کے یہی معنی بیان فرمائے ہیں) اس لیے مَا اَدرِی کے جملہ میں علم کی نفی نہیں بلکہ درایت کی نفی ہے یعنی مفہوم حدیث یہ ہے کہ اللہ کا رسول کاہنوں نجومیوں کی طرح قیاس اور ظن و تخمین سے کوئی حکم نہیں لگاتا بلکہ وہ جو کچھ فرماتا ہے وہ علم و یقین کی بنیاد پر فرماتا ہے اور محض قیاس اور ظن و تخمین کی بنیاد پر تو اللہ کا رسول اپنی ذات کے متعلق بھی کچھ نہیں کہتا۔ چنانچہ قرآنِ مجید میں حضور کو مخاطب کر کے فرمایا گیا۔

وَلَلْاٰخِرَةُ خَيْرٌ لَّكَ مِنَ الْاُوْلٰى ٥ وَلَسَوْفَ يُعْطِيْكَ رَبُّكَ فَتَرْضٰى (الضحٰی)	اور بے شک پچھلی تمہارے لیے پہلی سے بہتر ہے اور بے شک قریب کہ تمہارا رب تمہیں اتنا دے گا کہ تم راضی ہو جاؤ گے۔

اس آیت کی تفسیر میں امام رازی فرماتے ہیں کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو حضور علیہ السلام نے فرمایا۔

اِذًا لَّا اَرْضٰى وَوَاحِدٌ مِّنْ اُمَّتِیْ فِی النَّارِ (تفسیر کبیر ج ۶ ص ۵۶۷)	میری اُمّت کا ایک شخص بھی دوزخ میں ہوگا تو میں راضی نہ ہوں گا۔

معلوم ہوا کہ نبی علیہ السلام کو آخرت کی بہتری اور اللہ تعالےٰ رضامندی کا دنیا ہی میں علم تھا۔ جس سے اس امر کی وضاحت ہوتی ہے کہ مَا اَدرِی کا مطلب علم کی نفی نہیں ہے بلکہ درایت کی نفی مقصود ہے اور مقصود صرف یہ بتانا ہے کہ اللہ کا رسول جو کچھ فرماتا ہے۔ علمِ یقینی کی بنیاد پر فرماتا ہے۔ محض ظن و تخمین سے کوئی فیصلہ نہیں کرتا۔ چنانچہ مفسرین کرام نے بھی مَا اَدرِی کا یہی مفہوم بیان فرمایا ہے۔ دیکھئے (تفسیر خازن ج ۴ صـ ۱۲۳) اور حضرت ملّا عبدالرحمن بن محمد دمشقی علیہ الرحمہ نے رسالہ ناسخ و منسوخ میں آیت مَا اَدرِی الخ کو آیت اِنَّا فَتَحنَا لَکَ فَتحًا مُّبِینًا الخ سے منسوخ قرار دیا ہے ——— اس سلسلہ میں قابلِ ذکر بات یہ بھی ہے بلکہ شرم کی بات تو یہ ہے کہ آیت مَا اَدرِی الخ سے جو نتیجہ منکرینِ شانِ نبوت نکال رہے ہیں اور یہ کہتے ہیں کہ معاذ اللہ آپ کو یہ بھی معلوم نہ تھا کہ قیامت کے دن اللہ تعالےٰ آپ سے کیا معاملہ فرمائے۔ ایسا ہی ذلیل استدلال زمانۂ نبوت کے کفار و مشرکین نے بھی کیا تھا۔ چنانچہ تفسیرِ خازن ج صـ ۱۲۳ میں ہے کہ جب آیت مَا اَدرِی الخ نازل ہوئی۔ مشرکوں کافروں کو بڑی خوشی ہوئی اور انہوں نے کہا ہمیں لات و عزیٰ کی قسم ہمارا معاملہ اور محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کا معاملہ ایک جیسا ہے اور محمد صلے اللہ علیہ وسلم کو ہم پر کوئی فضیلت نہیں ہے (اور دلیل اس کی یہ ہے) کہ قرآن میں نبی علیہ السلام سے کہلوایا گیا ہے مَا اَدرِی مَا یُفعَلُ بِی وَلَا بِکُم (خلاصہ) تو مَا اَدرِی کے جملہ سے جو استدلال کفار و مشرکین نے کیا تھا وہی استدلال آج منکرینِ فضلِ نبوّت کر رہے ہیں۔ ذرا سوچئے کیا ایمان کا تقاضا یہی ہے؟

۲۔ جب بات بنتی نہیں تو پھر منکرینِ عظمتِ نبوت یہ کہہ دیتے ہیں کہ مَا اَدرِی کے جملے سے یہ نتیجہ نکالنا تو واقعی غلط اور باطل ہے کہ معاذ اللہ حضور کو یہ معلوم نہ تھا کہ آخرت میں اللہ تعالےٰ آپ کے ساتھ کیا معاملہ کرے گا بلکہ مَا اَدرِی کا مطلب یہ ہے

کہ حضور کو اس بات کا علم نہ تھا کہ دنیا میں آپ کی تحریک کامیاب ہوگی؟ دینِ اسلام کا غلبہ ہوگا؟ اور اس راہ میں آپ کن مشکلات سے دوچار ہوں گے؟ لیکن مَا اَدرِی کے جملہ سے ان امور کی نفی مراد لینا بھی درست نہیں ہے کیونکہ قرآنِ مجید میں واضح طور پر نبی علیہ السلام کی کامیابی و کامرانی کا اظہار ہے اور یہ کہ اسلام غالب ہوگا۔ کفار آپ کو قتل نہیں کرسکیں گے جیسا کہ بعض انبیاءِ سابقین کو کفار نے شہید کیا۔ اللہ تعالے قرآنِ مجید میں فرماتا ہے۔

۱- اِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِيْنًا (الفتح) لِّيَغْفِرَ لَكَ اللّٰهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْۢبِكَ وَمَا تَاَخَّرَ

بے شک ہم نے تمہارے لیے روشن فتح فرمادی تاکہ اللہ تمہارے سبب سے گناہ بخشے تمہارے اگلوں کے اور تمہارے پچھلے کے

۲- وَدِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ (الفتح)

اور سچے دین کے ساتھ بھیجا کہ اُسے سب دینوں پر غالب کرے

۳- وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَاَنْتَ فِيْهِمْ (الانفال)

اور اللہ کا کام نہیں کہ انہیں عذاب کرے جبتک اے محبوب تم ان میں تشریف فرما ہو

۴- وَمَا كَانَ اللّٰهُ مُعَذِّبَهُمْ وَهُمْ يَسْتَغْفِرُوْنَ (الانفال)

اور اللہ انہیں عذاب کرنے والا نہیں جب تک وہ بخشش مانگ رہے ہیں

۵- وَاللّٰهُ يَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ (المائدہ)

اور اللہ تمہاری نگہبانی کرے گا لوگوں سے

۶- وَرَاَيْتَ النَّاسَ يَدْخُلُوْنَ فِيْ دِيْنِ اللّٰهِ اَفْوَاجًا (نصر)

اور لوگوں کو تم دیکھو کہ اللہ کے دین میں فوج فوج داخل ہوتے ہیں

۷- وَاللّٰهُ مُتِمُّ نُوْرِهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْكٰفِرُوْنَ (صف)

اور اللہ کو اپنا نور پورا کرنا پڑے بُرا مانیں کافر

۸- عَسٰى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ

قریب ہے کہ تمہیں تمہارا رب ایسی جگہ

مَقَامًا مَّحْمُوْدًا (بنی اسرائیل)	کھڑا کرے جہاں سب تمہاری حمد کریں
۹۔ وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ (انشراح)	اور ہم نے تمہارے لیے تمہارا ذکر بلند کر دیا

ان آیات میں صاف و صریح طور پر اس امر کا اظہار ہے کہ دنیا میں فتح مبین اور آخرت میں غفران آپ کا حصہ ہے۔ دنیا میں بھی آپ کامران و کامیاب ہوں گے۔ فتح و ظفر آپ کے قدم چومے گی۔ اسلام کو غلبہ ہو گا اور کفار و مشرکین ذلیل و خوار ہوں گے۔ الغرض مَا اَدْرِیْ کے جملہ کو حضور علیہ السلام کی فضیلتِ علمی کی نفی کی دلیل بنانا کسی طرح بھی درست نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو مقامِ نبوت کا صحیح عرفان اور حضور کے فضل و شرف کے اقرار کی توفیقِ رفیق عطا فرمائے۔ آمین

حضور کے ارشاد لَا اَدْرِیْ کا مطلب

مجھے یہ جان کر حیرت ہوئی کہ دیوبندی مکتبہ فکر کے معتبر اور مشہور عالم مولوی انور شاہ کشمیری نے حدیث کے جملے لَا اَدْرِیْ کی توضیح میں نبی علیہ السلام کے لیے نہ صرف کُلی علمِ غیب کا انکار کیا ہے بلکہ حضور کے لیے بعض علومِ غیبیہ کا بھی صاف انکار کیا ہے بلکہ جو ائمہ دین مفسرین محدثین نبی علیہ السلام کے لیے علمِ غیب کا اثبات کرتے ہیں ان کو سفہا قرار دیا ہے۔ کاشمیری صاحب کے اصل الفاظ یہ ہیں۔

قوله (فَلَا اَدْرِیْ) فِيْهِ رَدٌّ عَلٰى مَنِ ادَّعٰى الْغَيْبَ كُلِّيًّا وَّجُزْئِيًّا لِّنَفْسِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالْعَجَبُ مِنْ هٰٓؤُلَآءِ السُّفَهَاءِ اَنَّهُمْ كَيْفَ يَعْزُوْنَ اِلَيْهِ اَمْرًا لَّا يَدَّعِيْهِ هُوَ لِنَفْسِهٖ بَلْ يَنْفِيْهِ فَاللّٰهُ الْمُسْتَعَانُ عَلٰى مَا يَصِفُوْنَ (فیض الباری ج ۳ ص ۳۲۱)

حیرت اس لیے ہے کہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کا بعض علوم غیبیہ پر مطلع ہونا تو قطعی اجماعی مسئلہ ہے اور ضروریاتِ دین سے ہے۔ کتاب و سنت کی صریح

نصوص سے ثابت و واضح ہے ۔ خدا جانے ان حضرات کو حضور اقدس صلے اللہ علیہ وسلم کی عظیم وجلیل فضیلتِ علمی کے انکار میں کیا مزا آتا ہے ۔ کیا ایمان کا یہی تقاضا ہے کہ اللہ نے اپنے حبیب کو جو قوتِ علمی عطا فرمائی ہے اس کا انکار کیا جائے اور رسولِ کریم کو بے علم ثابت کرنے کے لیے رکیک استدلال کا سہارا لیا جائے حالانکہ قرآنِ مجید میں اللہ تعالے نے علمك مالم تكن فرما کر آپ کے علم وفضل کا اثبات فرمایا ہے اور خود حضور اقدس صلے اللہ علیہ وسلم نے صحیح احادیث میں اپنے علم ورویت کا اظہار فرمایا اور ائمہ دین مفسرین ومحدثین علیہم الرحمہ نے متعدد آیات و احادیث کی روشنی میں حضور اقدس صلے اللہ علیہ وسلم کے لیے علمِ غیب کا اثبات فرمایا ہے چنانچہ

۱- حضرت مجدد الف ثانی حضرت شیخ احمد سرہندی فاروقی رضی اللہ تعالے عنہ اپنے مکتوبات جلد اول مکتوب سہ صد و دہم ۳۱۰ میں فرماتے ہیں ۔ بر علم غیب کہ مخصوص باوست سبحانہ خلص رسل را اطلاع می بخشد یعنی جو علمِ غیب اللہ عزّ وجل کے ساتھ خاص ہے اس پر اللہ تعالے اپنے پیارے اور محبوب رسولوں کو مطلع فرما دیتا ہے ۔

۲- حضرت مولینا شاہ عبد العزیز صاحب محدّث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ بہ تفسیر عزیزی پارہ تبارك الذی سورۂ جن میں فرماتے ہیں ۔ مطلع نمی کند بر غیب خاص خود ہیچکس را بوجہے کہ رفع تلبّس واشتباہ وخطائے کلی دراں اطلاع باشد کسے را کہ پسند میکند و آنکس رسول باشد خواہ از جنس ملک وخواہ از جنس بشر مثل حضرت محمد علیہ الصلوٰۃ والسلام اور اظہار بر غیوبِ خاصۂ خود می فرماید یعنی اللہ عزّ وجل اپنے خاص غیب پر کسی کو اس طرح مطلع نہیں فرماتا کہ بغیر کسی شک وشبہہ وخطا کے یقینی تفصیلی اطلاع اسے ہو جائے مگر وہ شخص جسے اللہ پسند فرمالے اور وہ رسول بھی ہو خواہ فرشتوں میں سے ہو یا انسانوں میں سے جیسے حضور اقدس محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اس رسول کو اپنے خاص غیبوں پر مسلط فرما دیتا ہے ۔ دیکھئے حضرت شاہ صاحب حضور اقدس

محمد رسول اللہ صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم اس رسول کو اپنے خاص غیبوں پر مسلط فرما دیتا ہے۔ دیکھئے حضرت شاہ صاحب حضور اقدس صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کے لیے اللہ عزوجل کے غیوب خاصہ پر مسلّط ہونا مان رہے ہیں۔

۳۔ نیز حضرت مولٰنا شاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ اسی تفسیر عزیزی پارہ سیقول میں فرماتے ہیں وَيَكُونَ الرَّسُولُ عَلَيْكُمْ شَهِيدًا و باشد رسولِ شما بر شما گواہ زیرا کہ او مطلع ست بنور نبوت بر رتبہ ہر متدین بدینِ خود کہ در کدام درجہ از دینِ من رسیدہ وحقیقتِ ایمانِ او چیست و حجابے کہ بداں از ترقی محجوب ماندہ است کدام ست پس او می شناسد گناہان شمارا و درجاتِ ایمان شمارا و اعمالِ نیک و بد شمارا و اخلاص و نفاقِ شمارا لہٰذا شہادت او در دنیا و آخرت بحکم شرع درحقِ امت مقبول و واجب العمل ست۔

یعنی تمہارے رسول صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم تم پر گواہ ہوں گے کیونکہ حضور اقدس صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نبوت کے نور کے سبب اپنے دین پر ہر چلنے والے کے رتبہ سے واقف ہیں کہ حضور کے دین میں اس کا کتنا درجہ ہے۔ اور اس کے ایمان کی حقیقت کیا ہے اور جس پردہ کے سبب وہ ترقی سے رُک گیا ہے وہ کونسا حجاب ہے تو حضور انور صلے اللہ علیہ وسلم تم سب کے گناہوں کو پہچانتے ہیں اور تم سب کے ایمان کے درجوں کو جانتے ہیں اور تمہارے تمام اچھے بُرے کاموں سے واقف ہیں اور تمہارے اخلاص و نفاق پر مطلع ہیں کہ تم میں جو شخص اپنے آپ کو مسلمان کہتا ہے۔ مسلمانوں کے سے تمام اعمال کرتا ہے تو آیا دل سے مسلمان ہے یا فقط ظاہر میں مسلمان بنتا ہے اور دل میں منافق ہے اس لیے حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی گواہی دنیا و آخرت میں بحکمِ شرع امت کے حق میں مقبول اور اس پر عمل واجب ہے۔

غور کیجئے امام شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی قرآنِ مجید کی آیہ مبارکہ کی روشنی

میں تصریح فرمارہے ہیں کہ ۱۔ حضور اقدس صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم ہر مسلمان کے ایمان کے درجے سے واقف ہیں ۲۔ ہر مسلمان کے ایمان کی حقیقت سے آگاہ ہیں ۳۔ ہر شخص کو ترقی سے رک جانے کا جو سبب پیش آتا ہے اس کی خبر رکھتے ہیں ۴۔ ہر ترقی کے تمام گناہوں کو جانتے ہیں ۵۔ بلکہ ہر شخص کے دلی حالات پر مطلع ہیں کہ فلانے کے دل میں ایمان نہیں صرف ظاہر میں مسلمان کہلاتا ہے اور فلانے ظاہر و باطن میں مسلمان ہیں۔

نیز حضرت مولیٰنا شاہ عبدالعزیز صاحب رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ سورۂ جن کی تفسیر میں یہاں تک فرماتے ہیں کہ اطلاع بر لوحِ محفوظ بمطالعہ و دیدن نقوشش نیز از بعضے اولیا بتواتر منقول ست یعنی لوح محفوظ پر مطلع ہونا اسے دیکھنا اس میں جو کچھ لکھا ہے اس کا مطالعہ کرنا بھی بعض اولیاء سے تواتر کے ساتھ ثابت ہے اور لوح محفوظ میں کیا ہے ؟ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔

وَكُلَّ شَيْءٍ اَحْصَيْنٰهُ فِيْ اِمَامٍ مُّبِيْنٍ	ہم نے ہر چیز کو لوحِ محفوظ میں جمع کر دیا ہے۔
وَمَا مِنْ غَائِبَةٍ فِي السَّمَاءِ وَالْاَرْضِ اِلَّا فِيْ كِتَابٍ مُّبِيْنٍ	زمین و آسمان کے سب غیب لوحِ محفوظ میں لکھے ہوئے ہیں۔

یہ اور اس مضمون کی متعدد قرآنی آیات سے ثابت ہے کہ علم ما کان و ما یکون روز اول سے جو کچھ ہوا اور روزِ آخر تک جو کچھ ہوگا سب ظاہر و باطن ہر خشک و تر صغیر و کبیر تمام غیب و شہادت اور علومِ خمس کا ذرہ ذرہ تفصیلاً قلمِ قدرت نے لوحِ محفوظ میں لکھ دیا ہے ——— اور حضرت شاہ صاحب علیہ الرحمہ فرماتے ہیں۔ انبیاء تو انبیا ہیں ان کے غلاموں کے غلام اولیاءِ کرام

کے لیے بھی علمِ ماکان وایکون وعلومِ خمس وغیرہ جملہ مکتوباتِ قلم وتمام مکتوباتِ لوح کا علم ومشاہدہ تواتر سے ثابت مان رہے ہیں اور جناب کشمیری صاحب حضور اقدس صلے اللہ علیہ وسلم کے لیے علمِ غیب ثابت کرنے والوں کو سفہار میں شمار کر رہے ہیں - فیا للعجب معاذاللہ سوال یہ ہے کہ کیا حضرت شاہ عبدالعزیز علیہ الرحمہ جو کاشمیری صاحب کے بھی بزرگوں میں شامل ہیں، جاہل وسفیہ تھے؟

بہرحال اس موقع پر علمِ غیب نبوت پر بحث مقصود نہیں ہے - اشارۃً صرف اتنا عرض کرنا ہے - حدیث کے جملے لا ادری سے حضور علیہ السلام کی ذاتِ اقدس کے لیے علمِ غیب کی نفی کا استدلال کرنا اور انتہائی رکیک استدلال ہے -

حدیثِ جبریل سے استدلال کا جواب

بخاری کتاب الایمان میں ہے - حضرت جبریل امین نے اسلام، ایمان اور احسان کے متعلق حضور اقدس صلے اللہ علیہ وسلم سے سوال کیے اور حضور نے جواب عطا فرمائے اس کے حضرت جبریل امین نے عرض کی

فَاَخْبِرْنِیْ عَنِ السَّاعَۃِ | مجھے قیامت کی بابت بتائیے کہ کب آئے گی

آپ نے جواب دیا -

مَا الْمَسْئُوْلُ عَنْھَا بِاَعْلَمَ مِنَ السَّائِلِ | جس سے سوال کیا جا رہا ہے وہ سائل سے زیادہ نہیں جانتا -

اس موقع پر نبی علیہ السلام نے قرآنِ مجید کی آیت اِنَّ اللہَ عِنْدَہٗ عِلْمُ السَّاعَۃِ الخ بھی تلاوت فرمائی -

حضور نبی کریم علیہ السلام کی فضیلتِ علمی کا انکار کرنے والے آپ کے جوابی

کلمات اور آیت سے یہ استدلال کرتے ہیں کہ حضور کو وقتِ قیامت کا علم نہ تھا لیکن یہ استدلال متعدد وجوہ سے درست نہیں ہے۔ تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ

۱۔ کیا یہ پانچ غیب کی باتیں ایسی ہیں جن کو اللہ تعالٰی کسی کو بتانے پر قادر نہیں ہے۔ اگر مطلب یہ لیا جائے تو عقلاً و نقلاً باطل ہے۔ کیونکہ اللہ تعالٰی ہر ممکن پر قادر ہے وَاللّٰہُ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ہ لہٰذا اگر یہ مان لیا جائے کہ اللہ تعالٰی ان پانچ امورِ غیبیہ پر کسی کو مطلع کرنے پر بھی قادر نہیں ہے تو یہ اللہ تعالٰی کی قدرت کا انکار ہوگا جو یقیناً کفر ہے۔ لہٰذا ماننا پڑے گا کہ اللہ تعالٰی ان امورِ غیبیہ پر کسی کو مطلع کرنے پر قادر ہے۔

۲۔ یہ کہ اللہ تعالٰی کے مطلع کر دینے اور بتا دینے سے بھی کوئی ان غیب کی باتوں پر مطلع نہیں ہوتا تو ایسا کہنا صریحاً جہالت ہے کیونکہ جب اللہ تعالٰی نے کسی چیز کا علم عطا فرما دیا تو وہ شخص اس چیز کا عالم ہوگیا۔ عالم کو جاہل کہنا اپنی جہالت کا اعتراف ہے۔

۳۔ یہ کہ اللہ تعالٰی غیب پر کسی کو مطلع نہیں کرتا تو یہ بھی غلط ہے اور ایسا کہنا قرآن و حدیث کی متعدد نصوص کا انکار کرنا ہے جو کفر ہے کیونکہ قرآنِ پاک میں ہے کہ اللہ تعالٰی اپنے غیب پر اپنے برگزیدہ رسولوں کو مطلع کرتا ہے۔ وہ آیت یہ ہے فَلَا یُظْھِرُ عَلٰی غَیْبِہٖٓ اَحَدًا اِلَّا مَنِ ارْتَضٰی مِنْ رَّسُوْلٍ جس سے قطعی طور پر یہ ثابت ہوتا ہے کہ اللہ تعالٰی اپنے مخصوص رسولوں کو غیب پر مطلع فرماتا ہے۔

۴۔ یہ کہ غیب پر مطلع تو فرماتا ہے مگر ان پانچ چیزوں پر کسی کو مطلع نہیں فرماتا تو ایسا کہنا بھی غلط ہے کیونکہ احادیث صحیحہ سے ثابت ہے کہ حضور سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ عزوجل نے ان پانچ امور کا علم بھی عطا فرمایا جیسا کہ ابھی ہم ذکر کریں گے۔

لہٰذا اس توضیح سے آیت کا مفہوم صحیح یہ معلوم ہوا کہ یہ پانچ امورِ غیبیہ بالذات صرف اللہ ہی

جانتا ہے۔ اس کے سوا کوئی نہیں جانتا کیونکہ خدا کا علم ذاتی ہے اور اللہ کے سوا کوئی بھی کسی چیز کا
بالذات عالم نہیں ہے تو آیت زیر بحث میں جو یہ فرمایا گیا کہ ان پانچ باتوں کا علم صرف اللہ تعالیٰ کو ہے
اس علم سے علم ذاتی مراد ہے اب رہا یہ کہ اللہ تعالیٰ کے بتانے سے بھی کسی کو ان پانچ باتوں کا علم
عطائی نہیں حاصل ہوتا ہے۔ اس میں اس کی ہرگز ہرگز نفی نہیں ہے۔ چنانچہ قرآن پاک میں جہاں
کہیں بھی غیر اللہ سے نفی کی گئی ہے۔ اس سے مراد ذاتی علم کی نفی ہے عطائی کی نہیں۔ رہا اللہ تعالیٰ
اللہ تعالیٰ کی تعلیم دینے سے جاننا اس کی نفی آیت میں نہیں ہے۔ چنانچہ شیخ عبدالحق محدث دہلوی علیہ
الرحمۃ نے اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ کتاب الایمان میں تحریر فرمایا ہے کہ:

مراد آنست کہ بے تعلیم الٰہی بحساب عقل ہیچ کس اینہارا نداند از امورِ غیب اند کہ جز خدا کسے آں را نداند مگر آں کہ وے تعالیٰ از نزد خود کسے را بوحی و الہام بداند۔

یعنی مراد یہ ہے کہ ان امورِ غیب کو بغیر اللہ کے بتائے ہوئے کوئی نہیں جان سکتا۔ کیونکہ ان کو خدا کے سوا کوئی نہیں جانتا مگر وہ جس کو اللہ تعالیٰ اپنی طرف سے بتادے وحی سے یا الہام سے۔

تفسیراتِ احمدیہ میں اسی آیت کے ماتحت شیخ ملّا جیون استاد عالمگیر بادشاہ علیہ الرحمۃ نے
تحریر فرمایا کہ اگرچہ ان پانچ باتوں کو اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا لیکن جائز ہے کہ اللہ عزّ و جلّ اپنے
محبوبوں اور ولیوں میں سے جس کو چاہے بتادے کیونکہ لفظ خبیر بمعنی مخبر ہے (تفسیراتِ احمدیہ)
یہی مضمون تفسیر صاوی زیر آیت مَاذَا تَكْسِبُ غَدًا تفسیر عرائس البیان زیر آیت يَعْلَمُ
مَا فِي الْأَرْحَامِ و تفسیر روح البیان اور دیگر تفاسیر میں ہے کہ ان پانچ باتوں کا علم بے تعلیم
الٰہی کسی کو نہیں۔ لیکن اللہ کی تعلیم دینے سے انبیاء کرام کو اور ان کے وسیلہ سے اولیاء کرام کو بھی
حاصل ہے۔

اسی طرح آیت عَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ اور احادیث کے عموم و اطلاق
سے بھی یہی واضح ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضور کو علومِ خمسہ کا علم بھی عطا فرمایا ہے۔ چنانچہ
بخاری شریف کی کتاب بَدْءِ الْخَلْقِ وَ ذِكْرِ الْأَنْبِيَاءِ میں فاروقِ اعظم رضی اللہ
تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ابتدائے آفرینش سے تا قیام

قیامت کی خبر دے دی ۔ حتیٰ کہ اہلِ جنت جنت میں اور اہلِ دوزخ دوزخ میں پہنچ گئے یعنی از روزِ اوّل تا قیامِ قیامت ہر چیز کی خبر حضور علیہ السلام نے دے دی ۔ مسلم شریف کے الفاظ یہ ہیں ۔

فَاَخْبَرَنَا بِمَا هُوَ كَائِنٌ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ (مشکوٰۃ باب المعجزات)	ہم کو حضور علیہ السلام نے تمام ان واقعات کی خبر دے دی جو قیامت تک ہونے والے ہیں ۔

ظاہر ہے کہ جب حضور علیہ السلام نے قیامت تک کے تمام ہونے والے واقعات بیان فرما دیے تو اب کیسے ممکن ہے کہ آپ کو قیامت کا علم نہ ہو ۔ کیونکہ دنیا ختم ہوتے ہی قیامت ہے اور حضور علیہ السلام کو یہ علم ہے کہ کونسا واقعہ کس کے بعد ہوگا تو جو آخری واقعہ ارشاد فرمایا وہی دنیا کی انتہا ہے اور قیامت کی ابتدا ، تو اس حدیث سے ثابت ہوا کہ حضور علیہ السلام کو قیامت کے وقت کا علم ہے ۔ ترمذی بَابُ الْعَلَامَاتُ بَيْنَ يَدَیِ السَّاعَةِ میں ہے ۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ فتنہ یاجوج ماجوج کے بعد اللہ تعالےٰ عالمگیر مینہ بھیجے گا ۔

مشکوٰۃ باب لَا تَقُوْمُ السَّاعَةَ اِلَّا عَلٰى اَشْرَارِ النَّاسِ میں حضور علیہ السلام نے فرمایا ۔ جب سب لوگ مر جائیں گے تو بارش ہوگی ۔ جس سے آدمیوں کے جسم بحال ہو جائیں گے ۔ دیکھئے بارش کب آئے گی ؟ اس کی خبر حضور علیہ السلام سینکڑوں برس پہلے دے چکے ہیں ۔ نیز نبی علیہ السلام نے فرمایا قیامت اس وقت قائم ہوگی جب زمین پر ایک بھی اللہ اللہ کہنے والا نہ ہوگا ۔

حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے امام مہدی کے پیدا ہونے کی اطلاع دی ۔ اس سے واضح ہوا کہ حضور علیہ السلام کو لڑکا پیدا ہونے کی خبر اس وقت سے ہے ۔ جب کہ نطفہ بھی باپ کی پیٹھ میں نہیں تھا ۔ ایسے ہی حضور علیہ السلام نے حضرت امام حسین علیہ السلام

کے پیدا ہونے کی اطلاع دی (مشکوٰۃ شریف)

کل کی بات کی اطلاع اسی حدیث سے ثابت ہو رہی ہے - جس میں حضور علیہ السلام نے قیامت تک ہونے والے واقعات بیان فرما دیے - نیز بوقت جنگِ خیبر حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا - کل ہم فوج کا نشان ایسے شخص کو دیں گے جس کے ہاتھ پر خیبر فتح ہوگا - چنانچہ ایسا ہی ہوا - یہ کل کی خبر حضور علیہ السلام نے دی -

خود اپنی وفات شریف کے متعلق حضور علیہ السلام نے فرمایا - معاذ قریب ہے کہ اس سال کے بعد ہماری تمہاری ملاقات نہ ہو اور تم میری اس مسجد اور قبر پر گزر رو حدیث کے الفاظ یہ ہیں - عسیٰ ان لا تلقانی بعد عامی ھذا ولعلک ان تمر بمسجدی ھذا وقبری اس حدیث میں حضور علیہ السلام نے نہ صرف اپنی وفات کی اطلاع دی - بلکہ اپنی وفات کی جگہ اور قبر مبارک کی جگہ بھی بتا دی - بہر حال اس قسم کے مضمون کی سینکڑوں حدیثیں ہیں جو اس امر پر دال ہیں کہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ عزّوجل نے ان پانچ باتوں کا علم بھی عطا فرما دیا -

اس لیے حضور علیہ السلام کے جوابی کلمات ما المسئول عنھا باعلم من السائل سے یہ بات ثابت نہیں ہوتی کہ حضور علیہ السلام کو قیامت کا علم نہیں تھا - پھر اعلم اسم تفضیل کا صیغہ ہے - جس کے معنیٰ ہیں بہت جاننا تو حضور علیہ السلام نے اپنے جاننے کی نفی نہیں فرمائی ورنہ لا اعلم فرماتے ـــــ میں نہیں جانتا صاف فرما دیتے لیکن آپ کے اندازِ جواب سے بھی یہ تاثر ملتا ہے کہ حضور جانتے تو تھے مگر بات تھی راز کی جس کو ظاہر نہ کرنے کا حکم تھا - اس لیے آپ نے واضح طور پر نفی نہیں فرمائی -

اسی لیے جبریل امین نے حضور علیہ السلام سے قیامت کی نشانیاں پوچھیں اور حضور علیہ السلام نے بتائیں بلکہ کثیر علاماتِ قیامت متعدد دوسری احادیث میں بھی حضور اکرم

صلے اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمائیں۔ ظاہر ہے کہ جس کو قیامت کا بالکل علم نہ ہو اس سے قیامت کی علامات پوچھنا کیا معنی رکھتا ہے؟ البتہ جبریل امین کے سوال کرنے اور حضور علیہ السلام کے اس طرح جواب دینے سے لوگوں کو بتانا مقصود ہے کہ وقتِ قیامت کا علم بالذات اللہ تعالےٰ کو ہے اور یہ کہ ایک مومن کے لیے بس اتنا کافی ہے کہ وہ قیامت پر ایمان لائے اور قیامِ قیامت کو حق سمجھے اور بس۔ لیکن وقتِ قیامت کے معلوم کرنے کی کوشش نہیں کرنی چاہیئے۔ کیونکہ وقتِ قیامت کا علم اسرار الٰہی سے ہے اور متعدد حکمتوں کی بنا پر اللہ تعالےٰ نے اس کے افشاء سے منع فرمایا ہے۔ حضرت ملّا علی قاری نے مرقات جلد اول میں اور امام قسطلانی اور امام عینی نے تحریر فرمایا ہے۔

فَمَنِ ادَّعٰی عِلْمَ شَیْءٍ مِنْھَا غَیْرَ مُسْتَنِدٍ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَانَ کَاذِبًا فِیْ دَعْوَاہُ	جو شخص ان پانچ چیزوں میں سے کسی چیز کے علم کا دعوٰی کرے حضور علیہ السلام کی طرف نسبت کے بغیر تو وہ اپنے دعوےٰ میں جھوٹا ہے۔ (عینی جلد اول صٓ ۳۳۷)

یعنی جو شخص یہ کہے کہ میں حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے واسطہ کے بغیر قیامت کے وقت کو جانتا ہوں وہ جھوٹا ہے کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطہ کے بغیر کوئی غیب پر مطلع نہیں ہو سکتا۔ لمعات میں حضرت شیخ عبد الحق محدّث دہلوی لکھتے ہیں۔

اَلْمُرَادُ لَا تَعْلَمُ بِدُوْنِ تَعْلِیْمِ اللّٰہِ تَعَالٰی	مراد یہ ہے کہ ان پانچ باتوں کو اللہ تعالےٰ کے بتائے بغیر کوئی نہیں جانتا

حضرت ملا علی قاری علیہ الرحمۃ نے اسی حدیث کی شرح میں لکھا کہ جب روح روشن ہو جائے اس کی نورانیت اور اشراق میں اضافہ ہو جائے اور آئینۂ قلب کدوراتِ نفسانیہ سے پاک ہو جائے اور بندہ علم وعمل پر مواظبت کرے یعنی حضور

سیّدِ عالم صلے اللہ علیہ وسلم کے نقش قدم پر چلے اور شریعت کی پابندی کرے۔

حَتّٰی یَقْوِیَ النُّوْرُ وَیَنْبَسِطُ مِنْ فَضَاءِ قَلْبِہٖ فَتَنْعَکِسُ فِیْہِ النُّقُوْشُ الْمُرْتَسِمَۃُ فِی اللَّوْحِ الْمَحْفُوْظِ وَیَطَّلِعُ عَلَی الْمُغَیَّبَاتِ وَیَتَصَرَّفُ فِیْ اَجْسَامِ الْعَالَمِ السِّفْلِیْ بَلْ یَتَجَلّٰی حِیْنَئِذٍ الْفَیَّاضُ الْاَقْدَسُ بِمَعْرِفَتِہِ الَّتِیْ ھِیَ اَشْرَفُ الْعَطَایَا فَکَیْفَ بِغَیْرِھَا (مرقات جلد ۱ ص ۵۵)

حتیٰ کہ اس کا نور قوی ہو جائے اور فضائے قلب میں پھیل جائے تو پھر قلب پر لوح محفوظ کے نقوش کا عکس آتا ہے اور آدمی مغیبات پر مطلع ہوتا ہے اور اجسامِ عالمِ سفلی میں تصرف کرتا ہے بلکہ اس وقت فیاضِ اقدس کی معرفت کا انکشاف ہوتا ہے جو کہ بہترین نعمت ہے تو دیگر نعمتیں کس شمار میں ہیں ؟

حضرت ملّا علی قاری کے اس ارشاد کا خلاصہ یہ ہوا کہ جب بندہ تقویٰ کے اعلیٰ مقام پر پہنچ جاتا ہے تو اس کے لیے لوحِ محفوظ کے نقوش اور غیوب ظاہر ہو جاتے ہیں۔ جب ایک مومن اور متقی کا یہ حال ہے تو حضور سیّدِ عالم صلے اللہ علیہ وسلم کا کیا مرتبہ ہوگا۔

نیز امورِ خمسہ اور غیب کے متعلق قرآن میں یہ تو ہے کہ اللہ ہی جانتا ہے یا اللہ کے سوا کوئی علم نہیں رکھتا لیکن قرآن کی کسی آیت میں یہ نہیں ہے کہ اللہ تعالےٰ کسی کو غیب یا قیامت کا علم بھی عطا نہیں فرماتا اور وہ آیات و احادیث جن میں نفی ہے تو ان کے متعلق یہ بھی غور کرنا چاہیئے کہ نفی ذاتی ازلی ابدی قدیم غیر متناہی علم کی ہے عطائی اور متناہی علم کی جس قدر معتبر تفاسیر ہیں اور جن مفسرین کی جلالتِ علم کو منکرین بھی تسلیم کرتے ہیں ان سب نے یہ فرمایا ہے کہ نفی ذاتی علم کی ہے جو اللہ تعالےٰ کے

ساتھ خاص ہے عطائی علم کی نہیں — ایسی صورت میں کیا یہ ضروری ہے؛ اور
کیا ایمان کا یہی تقاضا ہے کہ حضور اقدس صلے اللہ علیہ وسلم کے علمِ وسیع کو محدود
کرنے کے لیے اپنی تمام فکری قوتوں کو وقف کر دیا جائے۔

علم قیامت

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی علیہ رحمہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کو اللہ تعالیٰ نے تین قسم کے علم عطا فرمائے ہیں۔ (مدارج ج ۱: صفحہ ۱۶۸)

اوّل وہ علم جس کا تعلق تبلیغ دین سے ہے (یعنی اسلام کے وہ احکام ومسائل عقائد واعمال جن کی تبلیغ اور انہیں امت تک پہنچانا آپ کا فرض نبوت ہے اور جن کی تبلیغ میں کوتاہی آپ کی ذاتِ اقدس سے ممکن ہی نہیں ہے اور جس کے متعلق سورۂ مائدہ میں ارشادِ ربانی ہے۔

یَا اَیُّھَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَا اُنْزِلَ اِلَیْکَ مِنْ رَّبِّکَ وَاِنْ لَّمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسٰلَتَہٗ وَاللّٰہُ یَعْصِمُکَ مِنَ النَّاسِ (مائدہ ۶۷:)

اے رسول پہنچا دو جو کچھ نازل ہوا تم پر تمہارے رب کی طرف سے ایسا نہ ہو تو تم نے رب کا کوئی پیغام نہ پہنچایا اور اللہ تمہاری نگہبانی کرے گا لوگوں سے۔

دوم وہ علم۔ جس کے متعلق حضور علیہ السلام کو یہ اختیار دیا گیا ہے کہ جسے اس علم کا اہل سمجھیں اُسے بنا دیں جیسے صحابہ کرام میں خصوصی طور پر حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ تعالیٰ کو منافقین کی پہچان کا علم دیا (اسد الغابہ ج ۱: ص ۳۹۱) یا جیسے بعض وہ علوم جن کے ساتھ حضور نے حضرت ابوہریرہ کو خاص کیا اور انہیں وہ علوم عطا فرمائے، چنانچہ جناب ابوہریرہ فرماتے ہیں۔

حَفِظْتُ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وِعَائَیْنِ فَاَمَّا اِحْدٰھُمَا بَثَثْتُ وَاَمَّا الْاٰخَرُ فَلَوْ بَثَثْتُہٗ

میں نے نبی علیہ السلام سے دو برتن علم کے بھرے ہیں۔ ایک تو وہ جس کو میں نے نشر کر دیا اور دُوسرے برتن

قُطِعَ هٰذَا الْبُلْعُوْمُ ۔ (بخاری ج: ا ص۲۳)

کے علم کو ظاہر کر دوں تو میری شہہ رگ کاٹ دی جائے ۔

سوم وہ علم جو اللہ تعالیٰ نے حضور کو دیا مگر دوسروں پر اس کے انکشاف سے منع فرما دیا ۔ جیسے علومِ خمسہ (یعنی قیامت کے وقت کا علم ۔ بارش کب ہوگی کل کیا ہوگا کون کہاں وفات پائے گا ۔ شکمِ مادر میں کیا ہے) ان سب کا علم بھی اللہ تعالیٰ نے حضور علیہ السلام کو عطا فرمایا، مگر دوسروں پر اس کے اظہار و بیان سے منع فرما دیا، چنانچہ علامہ شیخ احمد صاوی مالکی فرماتے ہیں ۔

قَالَ الْعُلَمَاءُ الْحَقُّ اِنَّہٗ لَمْ یَخْرُجْ نَبِیُّنَا مِنَ الدُّنْیَا حَتّٰی اَطْلَعَہُ اللّٰہُ عَلٰی تِلْکَ الْخَمْسِ وَلٰکِنَّہٗ اَمَرَہٗ بِکَتْمِھَا (تفسیر صاوی ج ۳ ص۲۱۵)

علماءِ کرام نے فرمایا کہ حق بات یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دنیا سے اس وقت تک وفات نہیں پائی جب تک کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو ان پانچ چیزوں کے علوم پر مطلع نہیں فرما دیا، لیکن آپ کو ان علوم کے مخفی رکھنے کا حکم فرمایا اور

مفسیرِ شہیر حضرت علامہ سید محمود آلوسی روح المعانی میں لکھتے ہیں ۔

لَمْ یَقْبِضْ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ حَتّٰی عَلِمَ کُلَّ شَیْءٍ یُمْکِنُ الْعِلْمُ بِہٖ (تفسیر روح المعانی ج ۱۵ ۔ ص۱۵۴)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس وقت تک وفات نہیں جب تک کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو ہر اس چیز کا علم نہیں دے دیا جس کا علم آپ کو دینا ممکن تھا اور قیامت کے وقت کا علم عطا ہونا محال نہیں ہے حضرت اسرافیل علیہ السلام کو قیامت برپا کرنے کا جب حکم ہوگا تو وقتِ قیامت ان پر ظاہر ہوگا ۔ جب حضرت اسرافیل کو قیامت کے وقت کا علم دیا جانا ممکن ہے تو حضور سید العالمین صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے کیوں ناممکن ہو اسی لئے شارح بخاری علامہ قسطلانی فرماتے ہیں :۔

(وَلَا یَعْلَمُ مَتٰی تَقُوْمُ السَّاعَۃُ) اَحَدٌ (اِلَّا اللّٰہُ) اِلَّا مَنِ ارْتَضٰی مِنْ رَّسُوْلٍ

اللہ تعالیٰ کے سوا وقت وقوع قیامت کو کوئی نہیں جانتا سوا ان کے جن سے

فَاِنَّہٗ یُطْلِعُہٗ عَلٰی مَا یَشَاءُ مِنْ غَیْبِہٖ وَالولی التَّابِعُ الولی التَّابِعُ یاخذ عَنْہٗ	اللہ تعالیٰ راضی ہے جو اللہ کے رسول ہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ اپنے غیب پر جس کو

چاہتا ہے مطلع فرما دیتا ہے اور اولیاء اللہ جو رسولوں کے تابع ہوتے ہیں وہ ان سے غیب کا علم حاصل کرتے ہیں۔

بلکہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی شان تو بہت ارفع و اعلیٰ ہے اور آپ تو تمام کمالاتِ اولین و آخرین کے جامع ہیں۔ علامہ امام قرطبی اور علامہ آلوسی اور سیدی احمد بن مبارک تو یہاں تک فرماتے ہیں کہ اولیاء کرام کو بھی حضور کے وسیلہ سے علومِ خمسہ کا علم حاصل ہوتا ہے ــــ امام قرطبی فرماتے ہیں:

فَمَنِ ادَّعٰی عِلْمَ شَیْءٍ مِنْھَا غَیْرَ مُسْنِدٍ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَانَ کَاذِبًا دَعْوَاہُ	جس شخص نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطہ کے بغیر ان پانچ چیزوں کے علم کا دعویٰ کیا وہ اپنے دعویٰ میں جھوٹا ہوگا۔

اور سیدی غوث عبد العزیز دباغ رضی اللہ عنہ سے جب ان پانچ چیزوں کے علم کے بارے میں پوچھا گیا تو فرمایا:

فَقَالَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ وَعَنْ سَادَتِنَا الْعُلَمَاءِ وَکَیْفَ یَخْفٰی اَمْرُ الْخَمْسِ عَلَیْہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَالْوَاحِدُ مِنْ اَھْلِ التَّصَرُّفِ مِنْ اُمَّتِہِ الشَّرِیْفَۃِ لَا یُمْکِنُہُ التَّصَرُّفُ اِلَّا بِمَعْرِفَتِھَا (ابریز ص ۲۸۲)	سیدی عبد العزیز دباغ فرماتے ہیں کہ ہمارے علماء کرام نے فرمایا حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ان پانچ چیزوں کا علم کیسے مخفی ہو سکتا ہے جبکہ آپ کی امت کے اولیاء سے بھی ان کا علم پوشیدہ نہیں ہے اور اس وقت تک

اولیاء امت اس کائنات میں تصرف نہیں کر سکتے جب ان علومِ خمسہ کا انہیں علم نہ ہو۔

(۲) بخاری و مسلم میں ہے کہ حضرت جبرائیل امین نے بحضور نبوی عرض کیا قیامت کب آئے گی۔ نبی کریم علیہ السلام نے جواباً فرمایا:

مَا الْمَسْئُوْلُ عَنْھَا بِاَعْلَمَ مِنَ	وقتِ قیامت کے متعلق جواب دینے

السَّائِلِ (بخاری و مسلم کتاب الایمان) والا سوال کرنے والے سے زیادہ نہیں جانتا۔

اہلِ علم و فکر کے لئے یہاں یہ بات خصوصی طور پر غور و فکر کی متقاضی ہے کہ حضرت جبرائیل کے سوال پر نبی علیہ السلام نے وقتِ قیامت کے علم کی نفی نہیں فرمائی۔ یعنی یہ نہیں فرمایا کہ مجھے وقتِ قیامت کا علم نہیں ہے بلکہ نہایت لطیف انداز میں یہ فرمایا کہ قیامت کے بارے میں سائل سے زیادہ نہیں جانتا تو حضور نے سائل سے زیادہ جاننے کی نفی فرمائی، لیکن اپنی ذات سے علم قیامت کی نفی نہیں فرمائی۔ اس کی وجہ سوائے اس کے اور کچھ نہیں ہے کہ آپ وقتِ قیامت کا علم تو رکھتے تھے، مگر متعدد حکمتوں کی بنا پر اس کا اظہار اس لئے نہیں فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے دوسروں کو علم قیامت کے بتانے سے حضور کو منع فرما دیا تھا جیسا کہ قسطلانی آلوسی اور علامہ صاوی نے تصریح فرمائی۔

اب رہا یہ سوال کہ علم قیامت کے انکشاف سے اللہ تعالیٰ نے آپ کو کیوں منع فرما دیا تھا تو اس کی متعدد وجوہ ہیں جن میں سے دو یہ ہیں :۔

اوّل : سورۂ اعراف میں ارشاد ربّانی ہے

لَا يَأْتِيكُمْ إِلَّا بَغْتَةً قیامت نہیں آئے گی مگر تم پر اچانک

تو اگر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام قیامت کے وقت کا اظہار فرما دیتے تو تصریحِ قرآنی کے مطابق قیامت (بغتۃً) اچانک نہ رہتی۔ اور دوسری وجہ یہ ہے کہ اگر قیامت کے وقوع کا وقت معلوم ہو جائے تو سارا نظامِ عالم درہم برہم ہو جائے۔ اور قیامت کے قریب آنے سے پہلے ہی انسان پر قیامت قائم ہو جائے جو کہ ناممکن ہے اس لئے علمِ قیامت کے اظہار سے حضور سید عالم صلّی اللہ علیہ وسلّم کو منع فرما دیا گیا۔

یہ ہی وجہ ہے کہ جب جبرائیل امین نے قیامت کی علامات سے متعلق سوال کیا۔ تو حضور نے علامات قیامت میں سے چند بیان فرما دیں اور بعض احادیث میں وقوعِ قیامت کا دن مہینہ، تاریخ تک بیان فرما دی۔ مثلاً یہ کہ محرم کی

دس تاریخ جمعہ کے دن قیامت آئے گی۔ صرف سن نہیں بتایا۔ اس کی وجہ یہ نہ تھی کہ آپ کو قیامت کا علم نہ تھا، بلکہ وجہ یہ ہی تھی کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو اس کے اظہار وانکشاف سے منع فرما دیا تھا۔ (فافہم)

بخاری شریف کی ایک حدیث سے استدلالِ باطل کا جواب

نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی زوجہ مکرمہ حضرت ام سلمہ سے مروی ہے کہ حضور اپنے حجرہ کے دروازہ پر جھگڑا کرنے کی آواز کو سُنا آپ باہر تشریف لائے اور فرمایا۔

اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ وَّ اِنَّہٗ یَاتِیْنِیْ الْخَصْمُ فَلَعَلَّ بَعْضَکُمْ اَنْ یَّکُوْنَ اَبْلَغَ مِنْ بَعْضٍ فَاَحْسِبَ اَنَّہٗ قَدْ صَدَقَ فَاَقْضِیَ لَہٗ بِذٰلِکَ فَمَنْ قَضَیْتُ لَہٗ بِحَقِّ مُسْلِمٍ فَاِنَّمَا قِطْعَۃٌ مِّنَ النَّارِ فَلْیَاْخُذْھَا اَوْ فَلْیَتْرُکْھَا (بخاری)

میں بشر ہوں میرے پاس ایک فریق آتا ہے تو ایسا ہوتا ہے کہ ایک فریق دوسرے سے زیادہ خوش بیان ہو میں خیال فرماتا ہوں کہ وہ سچا ہو اور اس کے حق میں فیصلہ فرما دوں تو اگر بالفرض والمحال کسی مسلمان کا حق کسی اور کو دلا دوں تو وہ دوزخ کا ایک ٹکڑا ہے چاہے لو یا نہ لو

فوائد ومسائل اس حدیث کو امام بخاری نے احکام، شہادات اور ترک حیل میں مسلم نے قضا میں اور ابو داؤد نے احکام میں ذکر کیا ہے۔

۱۔ یہ حدیث قضیہ شرطیہ ہے جو صدقِ مقدم کو مستلزم نہیں یعنی نبی علیہ السلام کا یہ ارشاد کہ مَنْ قَضَیْتُ لَہٗ بِحَقٍّ کا مطلب یہ ہے کہ اگر بالفرض والمحال میں بھی کسی مسلمان کے حق کا فیصلہ کسی دوسرے مسلمان کے حق میں کر دوں تو وہ جہنم کا ایک ٹکڑا ہے اس لیے اس حدیث کا یہ مطلب ہرگز نہیں ہے کہ نبی علیہ السلام

نے خلافِ واقعہ فیصلہ کر دیا تھا اور کسی کا حق کسی اور کو دلا دیا تھا۔ فَلْيَأْخُذْهَا
اَوْ فَلْيَتْرُكْهَا چاہے تو اسے لے یا نہ لے تو یہ امر بھی تہدید کے لیے ہے تخییر کے
لیے نہیں ہے جیسے قرآنِ مجید میں ارشادِ باری ہے۔

فَمَنْ شَآءَ فَلْيُؤْمِنْ وَّمَنْ شَآءَ فَلْيَكْفُرْ	جو چاہے ایمان لائے اور جو چاہے کفر کرے یا یہ ارشاد
اِعْمَلُوْا مَا شِئْتُمْ	جو چاہو کرو

تو ان آیات سے کفر اختیار کرنے یا فعلِ حرام کے ارتکاب کی اجازت نہیں ہے
بلکہ امر تہدید کے لیے ہے۔

۲۔ یہ حدیث اور اس مضمون کی دیگر احادیث کے الفاظ اور سیاق سے واضح ہے
یہ حدیث مال سے متعلق ہے چنانچہ مِنْ حَقِّ اَخِيْهِ اور اَقْطَعُ لَهٗ قِطْعَةً
مِنَ النَّارِ ایک شخص دوسرے کی مملوکہ چیز کے متعلق یہ دعوٰے کرے کہ یہ میری
ہے اور اپنے دعوٰے پر جھوٹے گواہ پیش کر دے اور قاضی گواہوں کی بنا پر اس کے
حق میں فیصلہ کر دے تو قاضی کا فیصلہ اس کے لیے اس چیز کو حلال نہیں کرے گا۔
حدیثِ زیرِ بحث کا مصداق یہی صورت ہے۔

۳۔ اس حدیث کا مطلب و مفہوم جو تھا وہ اوپر بیان ہوا —— مگر منکرینِ شانِ
نبوّت اس حدیث سے یہ استدلال باطل بھی کرتے ہیں کہ دیکھو نبی علیہ السلام نے
صاف صاف فرما دیا ہے کہ میں بشر ہوں اور کسی کی چرب زبانی سے متاثر ہو کر کسی
کا حق کسی کو دلا دوں تو اسے نہ لینا۔ معلوم ہوا کہ آپ کو غیب کا علم نہ تھا اگر ہوتا تو
آپ واقع کے خلاف فیصلہ نہ فرماتے اس لیے آپ کو غیب پر مطلع ماننا اور عوارضِ
بشریت سے آپ کو پاک قرار دینا کہاں کی عقلمندی ہے یہ تو غلو ہے جس کی قران و
حدیث میں ممانعت آئی ہے۔

سے واضح ہے اور مطلبِ حدیث یہ ہے کہ اگر کوئی

جواب اس میں شک نہیں نبی علیہ السلام کے بشر ہونے کا انکار کرنا اور آپ کو خدا کی ذات و صفات میں شریک کر دینا یا آپ کو خدائی اوصاف جیسے کہ اس کی شایانِ شان ہیں متصف کر دینا عقلمندی نہیں بلکہ گمراہی و بے دینی ہے۔ اہلسنت و جماعت کی تمام عقائد کی کتابوں میں تصریح ہے کہ نبی جنسِ بشر سے ہوتے ہیں۔ کچھ لوگ اہلسنت و جماعت پر (جنھیں آج کل بریلوی کہا جاتا ہے) یہ الزام لگاتے ہیں کہ یہ نبی علیہ السلام کی بشریت کے منکر ہیں حالانکہ یہ افترا محض اور جھوٹ ہے۔ اہلسنت نبی علیہ السلام کی بشریت کے ہرگز ہرگز منکر نہیں ہیں۔ ہمارا موقف یہ ہے کہ آپ بشر تو ہیں مگر ایسے بشر جن پر وحی آتی ہے اور جنھیں اللہ تعالٰے سے ہمکلامی کا شرف حاصل ہے۔ آپ کی بشریت فرشتوں کی نورانیت سے بھی اکمل و اجمل ہے۔ آپ سید المرسلین خاتم النبیین رحمۃ للعٰلمین آمر ناہی اور شارع ہیں۔ آپ نبیوں کے امام اور رسولوں کے خطیب ہیں۔ بلاشبہ آپ بشر ہیں مگر کیسے ؟ آپ کی زبان منشاءِ خداوندی کی ترجمان، آپ کی اطاعت اطاعتِ یزداں آپ کی بیعت بیعتِ رحمان آپ سے محبت و عقیدت ایمان بلکہ ایمان کی جان۔ کیا اس شان کا عالمِ امکان میں کوئی بشر ہے ؟ کیا وہ بشر جس پر وحی آئے اور وہ بشر جو وحی الٰہی سے محروم ہو بشریت اور عوارضِ بشریت میں برابر ہو سکتے ہیں ؟ بعد از خدا بزرگ صرف حضور کی شان ہے یا ہر بشر کی ؟ نیز قرآن نے کہیں بھی حضور اقدس صلے اللہ علیہ وسلم کو محض بشر کی حیثیت سے نہیں پیش کیا۔ جب بھی حضور کی بشریت کو بیان کیا اس کے ساتھ تمام انسانوں سے ممتاز کرنے کے لیے رسول کا لفظ استعمال کیا۔ اسی لیے اہلسنت کا موقف یہ ہے کہ نبی علیہ السلام کو محض بشر کہنا اور آپ کو عام انسانوں کی سطح پر لے آنا شدید قسم کی گمراہی و بے دینی بلکہ تمام گمراہیوں کی جڑ ہے۔

حضور علیہ السلام کی بشریت

حضور سرورِ عالم نورِ مجسم صلے اللہ علیہ وسلم صحابہ کرام علیہ الرحمہ والرضوان کو مخاطب بنا کر فرماتے ہیں۔

اِنِّیْ لَسْتُ مِثْلَکُمْ اِنِّیْ اُطْعَمُ وَاُسْقٰی

میں تمہاری مثل نہیں ہوں مجھے کھلایا پلایا جاتا ہے

لَسْتُ کَاَحَدٍ مِّنْکُمْ اِنِّیْ اُطْعَمُ وَاُسْقٰی

میں تم میں سے کسی کی طرح نہیں ہوں مجھے کھلایا اور سیراب کیا جاتا ہے۔

اِنِّیْ لَسْتُ کَھَیْئَتِکُمْ اِنِّیْ اَبِیْتُ لِیْ مُطْعِمٌ وَّسَاقٍ یَّسْقِیْنِیْ

میں تمہاری طرح نہیں ہوں میں رات اس طرح گزارتا ہوں کہ ایک کھلانے والا کھلاتا ہے اور پلانے والا پلاتا ہے

اِنِّیْ لَسْتُ کَھَیْئَتِکُمْ اِنِّیْ یُطْعِمُنِیْ رَبِّیْ وَیَسْقِیْنِیْ

میں تمہاری طرح نہیں ہوں مجھے میرا رب کھلا اور پلا دیتا ہے

اَیُّکُمْ مِثْلِیْ اِنِّیْ اَبِیْتُ یُطْعِمُنِیْ رَبِّیْ وَیَسْقِیْنِیْ

تم میں میرا مثل کون ہے؟ میں رات گزارتا ہوں مجھے میرا رب کھلا اور پلا دیتا ہے

لَسْتَ کَھَیْئَتِکُمْ اِنِّیْ اَبِیْتُ لِیْ مُطْعِمٌ یُّطْعِمُنِیْ وَسَاقٍ یَّسْقِیْنِیْ (بخاری)

میں تمہاری طرح نہیں ہوں۔ میں رات گزارتا ہوں ایک کھلانے والا مجھے کھلا دیتا ہے اور پلانے والا مجھے پلا دیتا ہے

حتیٰ کہ امیر المومنین سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالےٰ عنہ کو مخاطب بنا کر حضور نے فرمایا۔

یَا اَبَا بَکْرٍ وَالَّذِیْ بَعَثَنِیْ بِالْحَقِّ لَمْ یَعْلَمْنِیْ حَقِیْقَۃً غَیْرُ رَبِّیْ (مطالع المسرات ص۱۲۹)

ابوبکر مجھے اس ذات کی قسم جس نے مجھے حق کے ساتھ مبعوث فرمایا میرے

رب کے سوا میری حقیقت کو کوئی نہیں جانتا

محمد سرِّ وحدت ہے کوئی رمز اسکی کیا جانے
شریعت میں تو بندہ ہے حقیقت میں خدا جانے

اسی لیے صحابہ کرام بارگاہِ نبوت میں عرض کیا کرتے تھے۔

قَالُوْٓا اِنَّا لَسْنَا کَھَیْئَتِکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہ (بخاری ج۱ ص۲)

یارسول اللہ ہم آپ کی طرح نہیں ہیں۔

اور یہی اہلسنّت کا عقیدہ ہے کہ نبی علیہ السلام بشر تو ہیں مگر عام انسانوں کی طرح ہرگز نہیں ہیں۔ آپ کے دینی و دنیوی احکام اور ہیں اور عام انسانوں کے اور صحابہ کرام تابعین وآئمہ دین فرماتے ہیں۔ جیسے حضور کی ذاتِ اقدس کی حقیقت کو جاننا ناممکن ہے ایسے ہی حضور کی صفات اور آپ کے اوصاف کی حقیقت کو جاننا بھی ناممکن ہے اور صحابہ و تابعین و ائمہ دین نے حضور کے جو اوصاف بیان کئے ہیں وہ بطور تمثیل ہیں۔

صحابی رسول حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ تعالےٰ عنہ حضور اقدس صلے اللہ علیہ وسلم کے حُسن وجمال اور فضل وکمال کا ذکر یوں فرماتے ہیں کہ

وَمَا کَانَ اَحَدٌ اَحَبَّ اِلَیَّ مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰہِ وَلَا اَجَلَّ فِیْ عَیْنِیْ مِنْہُ وَمَا کُنْتُ اُطِیْقُ اَنْ اَمْلَاءَ عَیْنِیْ مِنْہ اِجْلَالًا لَّہٗ وَلَوْ شِئْتُ اَنْ اَصِفَہٗ مَا اَطَقْتُ لِاَنِّیْ لَمْ اَکُنْ اَمْلَاءُ عَیْنِیْ مِنْہُ

مجھے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے بڑھ کر کوئی محبوب نہ تھا۔ آپ کے چہرہ اقدس کے جلال وہیبت کی وجہ سے مجھے آپ کو دیکھنے کی تاب نہ تھی اگر میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے وصف بیان کرنا چاہوں تو اس کی طاقت نہیں رکھتا کیوں کہ میں آپ کو نظر بھر کر نہیں دیکھ سکتا۔

شفاء قاضی عیاض ج ۲ صـ ۳۰ | حُسنِ جہاں تاب کو آنکھ بھر کر دیکھ ہی نہیں سکتا تھا

حضرت حسّان بن ثابت رضی اللہ تعالےٰ عنہ فرماتے ہیں۔

لَمَّا نَظَرْتُ اِلٰی اَنْوَارِہٖ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَضَعْتُ کَفِّیْ عَلٰی عَیْنِیْ خَوْفًا مِنْ ذَھَابِ بَصَرِیْ

جب آپ کے انوار کا مشاہدہ کیا تو میں نے اپنی آنکھوں پر ہتھیلی رکھ لی تاکہ میری بینائی نہ جاتی رہے

(جواہر البحار ج ۲ صـ ۳۴۷)

علامہ امام ابراہیم بیجوری فرماتے ہیں کہ حضور اقدس صلے اللہ علیہ وسلم

وَمَنْ وَّصَفَہٗ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَاِنَّمَا وَصَفَہٗ عَلٰی سَبِیْلِ التَّمْثِیْلِ وَ اِلَّا فَلَا یَعْلَمُ اَحَدٌ حَقِیْقَۃَ وَصْفِہٖ اِلَّا خَالِقُہٗ

کے فضائل و کمال جس نے بیان کئے وہ بطور تمثیل ہی بیان کئے ہیں ورنہ آپ کے اوصاف کی حقیقت اللہ تعالےٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا

(مواہب لدنیہ ج صـ ۱۹)

شارح بخاری علامہ قسطلانی لکھتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں جو

ھٰذِہِ التَّشْبِیْھَاتُ الْوَارِدَۃُ فِیْ حَقِّہٖ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ اَنَّمَا ھِیَ عَلٰی سَبِیْلِ التَّقْرِیْبِ وَالتَّمْثِیْلِ وَ اِلَّا فَذَاتُہٗ اَعْلٰی

تشبیہیں وارد ہوئی ہیں تو وہ محض سمجھانے کے لیے بطورِ مثال ہیں ورنہ آپ کی ذاتِ اقدس تو بہت اعلیٰ ہے۔

(مواہب لدنیہ ج ۱ صـ ۲۴۹)

حتیٰ کہ شیخ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمہ نے تو حضور اقدس صلے اللہ علیہ وسلم کی صفات کو متشابہات میں شمار کیا ہے۔ فرماتے ہیں کہ حضور کی صفاتِ عالیہ

آں متشابہ ترین متشابہات است | سخت قسم کی متشابہات سے ہیں جن

نزدِ من کہ تاویل آں ہیچ کس جز خدا ندانند (شرح فتوح الغیب صـ۳۴)

کی تاویل کو اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔

نیز علماء فرماتے ہیں کہ اُمتِ مسلمہ کا اس امر پر اتفاق ہے کہ ہر مسلمان کے لیے یہ لازم ہے کہ وہ یہ عقیدہ رکھے کہ حضور علیہ السلام کی تخلیق بے مثل و بے مثال ہے چنانچہ امام شہاب الدین قسطلانی فرماتے ہیں۔

اِعْلَمْ اَنَّ مِنْ تَمَامِ الْاِیْمَانِ بِہٖ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَلْاِیْمَانُ بِاَنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی جَعَلَ خَلْقَ بَدَنِہِ الشَّرِیْفِ عَلٰی وَجْہٍ لَمْ یَظْھَرْ قَبْلَہٗ وَلَا بَعْدَہٗ خَلْقُ آدَمِیٍّ مِثْلَہٗ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ

حضور علیہ السلام کی ذاتِ مبارک پر تمام ایمان سے یہ ہے کہ اس امر پر ایمان ہو کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے بدن شریف کو اس طور پیدا کیا ہے کہ آپ سے قبل اور آپ کے بعد کوئی آدمی آپ جیسا نہ ہو

(مواہب لدنیہ ج ا صـ۲۴۸)

الغرض اہلسنت بشریتِ رسول کے منکر نہیں ہیں۔ ان کا موقف تو یہ ہے کہ جب بھی سرکار کا ذکر کیا جائے ادب سے احترام سے کیا جائے اور آپ کے منصب و مقام کی عظمت کا خیال رکھا جائے اور آپ کے فضائل و کمال اور خصائص کو چھپایا نہ جائے۔ آپ کا ذکر ایسے نہ کیا جائے کہ وہ تو ایک عاجز انسان تھے۔ ہماری طرح تھے۔ معاذاللہ بلکہ یوں ذکر کیا جائے کہ

اللہ کی سر تا بہ قدم شان ہیں یہ
ان سا نہیں انسان وہ انسان ہیں یہ

اگر آپ کے اختیاری فقر اور غیور کو بھی بیان کیا جائے تو یوں نہیں کہ
سلام اس پر کہ جس کے گھر میں چاندی تھی نہ سونا تھا

بلکہ ادب و احترام سے یوں کہ ے

مالکِ کونین ہیں گو پاس کچھ رکھتے نہیں
دو جہاں کی نعمتیں ہیں انکے خالی ہاتھ میں

نیز اہلسنت پر غلو کا الزام بھی محض ایک تہمت ہے۔ اہلسنت حضور کی شان کے اظہار و بیان میں وہ غلو نہیں کرتے جس کی ممانعت قرآن نے فرمائی ہے۔

انبیا کی شان میں جس غلو کی ممانعت ہے اس کا مطلب کیا ہے؟

چنانچہ قرآنِ مجید کی سورۃ نساء میں اہلِ کتاب کو لَا تَغْلُوْا فِیْ دِیْنِکُمْ فرما کر غلو سے منع کیا گیا ہے۔ مفسرین نے غلو کے معنیٰ یہ کئے ہیں

اَلْغُلُوْءُ التَّجَاوُزُ عَنِ الْحَدِ بِالْاِفْرَاطِ وَالتَّفْرِیْطِ (مظہری ج ۲ ص ۱۶۰)

کہ غلو حد سے تجاوز کرنے کو کہتے ہیں خواہ افراط کی صورت میں ہو یا تفریط کی صورت میں۔

اور سورہ توبہ میں یہود و نصاریٰ کے غلو کا ذکر بھی ہے کہ یہود حضرت عزیر علیہ السلام کو خدا کا بیٹا کہتے تھے اور نصاریٰ حضرت عیسےٰ علیہ السلام کو اس کا بیٹا قرار دیتے تھے اور مفسرین نے آیت لا تغلو فی دینکم کے تحت یہ تصریح کی ہے کہ یہود کا غلو یہ تھا کہ آپ کی تنقیص کرتے ہوئے آپ کے نسب کا انکار کرتے تھے اور نصاریٰ کا غلو یہ تھا کہ وہ عیسیٰ علیہ السلام کو خدا یا خدا کا بیٹا مانتے تھے۔ (بیضاوی) اور حضور اقدس صلے اللہ علیہ وسلم کے ارشاد

لَا تُطْرُوْنِیْ کَمَا اَطْرَتِ النَّصَارٰی ابْنَ مَرْیَمَ فَاِنَّمَا اَنَا عَبْدُ اللّٰہِ وَرَسُوْلُہٗ

مجھے ایسا نہ بڑھاؤ جیسا کہ نصاریٰ نے عیسےٰ بن مریم کو بڑھایا۔ تحقیق میں تو اس کا بندہ اور رسول ہوں

واضح ہوا کہ نصاریٰ کا غلو یہ تھا کہ وہ عیسٰے علیہ السلام کو خدا کا بیٹا قرار دیتے تھے۔ نبی علیہ السلام نے اپنے بارے میں بھی اس کی ممانعت فرمادی۔

چنانچہ حضرت ملا علی قاری علیہ الرحمہ نے اس حدیث کی شرح میں فرمایا کہ وصفِ اُلوہیت اور منصبِ ربوبیت کے علاوہ جس فضل و شرف کو حضور کے لیے مانا جائے دُرست ہے جیساکہ علامہ بوصیری علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ نصاریٰ نے جو کچھ اپنے نبی کے حق میں کہا ہے اس کو چھوڑ کر جن اوصافِ حمیدہ کے ساتھ چاہو۔ حضور کی تعریف کرو[1] اور حافظ ابن حجر علیہ الرحمہ نے اسی حدیث کے تحت تصریح کی کہ مطلبِ حدیث یہ ہے کہ میری مدح و ثنا نصاریٰ کی طرح نہ کرنا۔ جنہوں نے حضرت عیسٰے علیہ السلام کو خدا کا شریک بنا دیا اور بعض نے خدا اور بعض نے ان کو خدا کا بیٹا قرار دے دیا[2] ——— الحمدللہ اہلسنت وجماعت نہ تو یہود و نصاریٰ کے غلو کو حضور علیہ السلام کے بارے میں اپناتے ہیں اور نہ اس کو جائز قرار دیتے ہیں۔ پھر اہلسنت پر غلو کا الزام کیوں؟

---

[1] فِيهِ إِشْعَارٌ بِأَنَّ مَا عَدَا نَعْتِ الْأُلُوهِيَّةِ وَوَصْفِ الرُّبُوبِيَّةِ يَجُوزُ أَنْ يُطْلَقَ عَلَيْهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَإِلٰى هٰذِهِ الزُّبْدَةِ أَشَارَ صَاحِبُ الْبُرْدَةِ بِقَوْلِهِ دَعْ مَا ادَّعَتْهُ النَّصَارٰى فِي نَبِيِّهِمْ وَاحْكُمْ بِمَا شِئْتَ مَدْحًا فِيهِ وَاحْتَكِمْ

(جمع الوسائل ج ۲ ص ۳۰)

[2] مَعْنٰى قَوْلِهِ لَا تُطْرُوْنِي لَا تَمْدَحُوْنِي كَمَدْحِ النَّصَارٰى حَتّٰى غَلَا بَعْضُهُمْ فِي عِيْسٰى فَجَعَلَهُ إِلٰهًا مَعَ اللّٰهِ وَبَعْضُهُمْ ادَّعٰى أَنَّهُ هُوَ اللّٰهُ وَبَعْضُهُمْ ابْنُ اللّٰهِ (فتح الباری ج ۱ ص ۱۲۴)

حضور کی تعریف و توصیف میں مبالغہ کرنا مطلوب و محمود ہے

البتہ حضور اقدس صلے اللہ علیہ وسلم کی تعظیم و توقیر اور آپ کے فضائل و مناقب کے بیان و اظہار میں مبالغہ ضرور کرتے ہیں اور یہ نہ صرف جائز ہے بلکہ اللہ تعالےٰ کو محبوب و مطلوب بھی ہے۔ اسی لیے علماءِ امت نے حضور کے فضائل و محامد کے بیان کرنے میں مبالغہ سے کام لینے کی تلقین کی ہے۔ علامہ ابن حجر مکی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں۔

اَلْفَضَائِلُ الَّتِیْ لَا تُحْصٰی وَالشَّمَائِلُ الَّتِیْ لَا یُمْکِنُ اَنْ تُسْتَقْصٰی فَبَالِغْ وَاَکْثِرْ لَنْ تُحِیْطَ بِوَصْفِہٖ وَاَیْنَ الثُّرَیَّا مِنْ یَدِ الْمُتَنَاوِلِ

(جواہر البحار ج ۳ صفحہ ۳۳)

کہ حضور کے فضائل و مناقب کا احاطہ کرنا ناممکن ہے۔ لہذا اے تعریف کرنے والے تو حضور کی تعریف و توصیف میں جس قدر مبالغہ کرنا چاہے کرلے آپ کے اوصافِ کثیرہ تک رسائی ممکن نہیں۔ کہاں ثریا اور کہاں اس کو چھونے کا قصد کرنے والے ہاتھ

حسن ہے بے مثل صورت لاجواب میں فدا تم آپ ہو اپنا جواب

رہا مسئلہ علمِ غیب تو بعض علومِ غیبیہ پر نبی علیہ السلام کا مطلع ہونا قطعی اذعانی مسئلہ ہے اور ـــــــ کتاب و سنت سے واضح ہے کہ اللہ تعالےٰ نے بعض علومِ غیبیہ پر حضور کو مطلع کیا ہے۔ شاید معترض بھی اس کا منکر نہ ہو۔ البتہ اہلسنت آپ کے لیے علمِ ماکان و مایکون کا اثبات کرتے ہیں جو اللہ تعالےٰ کے علم کے مقابل بہرحال و بہرصورت بعض علم ہی ہے بلکہ اس علمِ غیب کو اللہ تعالےٰ کے علم سے وہ نسبت بھی نہیں ہے جو ایک قطرہ پانی سات سمندروں سے ہوتی ہے۔ علمِ ماکان و

مایکون ایک فروعی مسئلہ ہے۔ اگر کوئی حضور سے بغض و عناد کی بنا پر نہیں
بلکہ دلائل کی روشنی میں آپ کے لیے علمِ ماکان و مایکون کا اثبات نہ کرے تو
ہمارے اکابر علمارِ اہلسنت ایسے شخص کو گمراہ تو در کنار فاسق بھی نہیں کہتے البتہ
معترض کے اکابر نبی علیہ السلام کے لیے علم ماکان و مایکون کے اثبات کرنے
والے کو مشرک قرار دیتے ہیں جو کتاب و سنت کی روشنی میں غلط اور ظلمِ عظیم ہے
حضور اقدس صلے اللہ علیہ وسلم عالمِ ماکان و مایکون ہیں۔ بوجہ اختصار ہم
نے دلائل نہیں لکھے۔ اس مسئلہ کی مکمل وضاحت کے لیے اعلیٰ حضرت فاضل
بریلوی کا رسالہ خالص الاعتقاد اور حضرت صدر الافاضل مولانا نعیم الدین
صاحب مراد آبادی علیہ الرحمہ کی تصنیف الکلمۃ العلیاء ملاحظہ فرمائیے۔

اس موقعہ پر تو صرف یہ عرض کرنا ہے کہ حدیثِ ہٰذا کے قضیہ شرطیہ سے
یہ استدلال کرنا کہ اگر آپ کو علمِ غیب ہوتا تو آپ واقع کے خلاف فیصلہ نہ فرماتے
ایسا نابکار جملہ ہے جو کسی مسلمان کی زبان سے نہیں نکل سکتا۔ بلکہ میں تو بطریقِ تنزل
یہ کہتا ہوں کہ معترض اور اس کے ہم خیالوں کے نزدیک حضور اقدس صلے اللہ
علیہ وسلم کے فضلِ علمی کا انکار کرنا ہی ضروری تھا تو اس کے لیے کوئی اور طریقِ
استدلال اختیار کر لیتے ——— مگر حضور اقدس صلے اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ
ستودہ صفات پر غلط فیصلہ کرنے کا الزام لگا کر آپ کے علم و فضل کو محدود کرنا
اور آپ کے لیے علمِ غیب کی نفی کرنا، مومنانہ نہیں کافرانہ فکر ہی ہو سکتی ہے؟
چنانچہ حدیث زیرِ بحث کے یہ جملے من قضیتُ لہ شرطیہ ہے جو صدقِ مقدم
کو مستلزم نہیں ہوتا۔ ایک فرضِ محال اور ایک ناممکن بات ہے جیسے تہدید کی
غرض سے فرض کر کے یہ بتایا گیا ہے کہ بالفرضِ محال اگر ایسا ہوتا بھی ہو تو بھی وہ
تمہارے لیے کچھ کار آمد نہیں۔ قرآنِ مجید میں بھی اس کی مثال موجود ہے۔ ارشادِ

باری ہے ۔

قُلْ اِنْ كَانَ لِلرَّحْمٰنِ وَلَدٌ فَاَنَا اَوَّلُ الْعٰبِدِيْنَ	اے محمد صلے اللہ علیہ وسلم فرما دیجئے اگر رحمٰن کے ولد ہو تو میں پہلا عبادت گزار ہوتا ۔

دیکھیے یہ آیت بھی جملہ شرطیہ ہے ۔ایک فرضِ محال اور ناممکن بات ہے جسے فرض کرکے یہ بتایا گیا ہے کہ اللہ تعالےٰ کے لیے ولد ہونا محال ہے ۔ پھر اس کے محال ہونے میں مزید قوت پیدا کرنے کے لیے حضور علیہ السلام سے فرمایا گیا کہ اے حبیب تم فرما دو کہ اگر بالفرض اللہ تعالےٰ کے لیے ولد ہوتا تو سب سے پہلے میں اس کی عبادت کرتا ؛ تو کیا اس قضیہ شرطیہ کے متعلق یہ کہنا درست ہے کہ حضور علیہ السلام کو معاذ اللہ خدا تعالےٰ کے لیے بیٹا ہونے کا خطرہ تھا ؛ تو بات یہ ہے یہ آیت شرطیہ ہے اور شرطیاتِ مقدم کے صدق کو مستلزم نہیں ہوتے ۔ اسی طرح حدیثِ زیرِ بحث بھی قضیہ شرطیہ ہے ۔ جس کا مطلب و مفہوم صرف اس قدر ہے کہ اگر بالفرض والمحال میں بھی کسی کا حق کسی اور کو دلا دوں تو وہ اس کے لیے دوزخ کا ایک ٹکڑا ہی ہوگا ۔ اس کا یہ مطلب ہرگز ہرگز نہیں ہے کہ معاذ اللہ حضور علیہ السلام نے غلط فیصلہ کرکے کسی کا حق کسی اور کو دلا دیا تھا اور معاذ اللہ حضور نے غلط فیصلہ کرنے کا ارتکاب کیا تھا

مقصود اس اندازِ خطاب سے لوگوں کو تنبیہ کرنا اور انہیں خوف دلانا ہے کہ چرب زبانی سے جھوٹ کو سچ بنا کر پیش کرکے کسی کا مال یا زمین یا کوئی چیز ہتھیا لینا حرام و گناہِ کبیرہ ہے ۔ چنانچہ شارحین نے حدیث کے جملے من قضیت کو جملہ شرطیہ قرار دے کر یہی مطلب بیان کیا ہے ۔ شیخ المحدثین حضرت مولانا احمد علی صاحب سہارنپوری علیہ الرحمہ نے فرمایا ۔

قَوْلُهٗ فَمَنْ قَضَيْتُ لَهٗ شَرْطِيَةٌ وَهِيَ لَا يَسْتَلْزِمُ الْوُقُوْعَ فَيَكُوْنُ مِنْ فَرْضٍ مَّا لَمْ يَقَعْ وَهُوَ جَائِزٌ فِيْمَا تَعَلَّقَ بِهٖ غَرَضٌ وَ هُوَ هٰهُنَا مُحْتَمَلٌ لِاَنْ يَّكُوْنَ لِلتَّهْدِيْدِ وَالزَّجْرِ عَنِ الْاِقْدَامِ عَلٰى اَحَدِ اَمْوَالِ النَّاسِ بِاللَّسْنِ وَالْاِبْلَاغِ فِي الْخُصُوْمَةِ

(حاشیہ بخاری ج ۲ ص ۱۰۳۱ اور صاحب مشارق الانوار نے بھی اسی امر کی تصریح کی ہے)

وَاَنَّ قَوْلَهٗ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَمَنْ لَّهٗ قَضَيْتُ لَهٗ بِحَقِّ مُسْلِمٍ الخ شَرْطِيَّةٌ وَهِيَ لَا تَقْتَضِي صِدْقَ الْمُقَدَّمِ فَيَكُوْنُ مِنْ بَابِ فَرْضِ الْمُحَالِ نَظْرًا اِلٰى عَدَمِ جَوَازِ قَرَارِهٖ عَلَى الْخَطَاءِ وَ يَجُوْزُ ذَالِكَ اِذَا تَعَلَّقَ بِهٖ غَرَضٌ كَمَا فِي قَوْلِهٖ تَعَالٰى قُلْ اِنْ كَانَ لِلرَّحْمٰنِ وَلَدٌ فَاَنَا اَوَّلُ الْعَابِدِيْنَ وَالْغَرَضُ فِيْمَا نَحْنُ فِيْهِ التَّهْدِيْدُ وَالتَّفْرِيْعُ عَلَى اللَّسَنِ وَالْاِقْدَامِ عَلٰى تَلْحِيْنِ الْحِجَجِ فِيْ اَخْذِ اَمْوَالِ النَّاسِ (مشارق الانوار)

الغرض فَمَنْ قَضَيْت جملہ شرطیہ ہے جو تہدید و وعیدِ شدید کے لیے ہے کہ لوگ کسی کا حق مارنے کے لیے چرب زبانی سے کام نہ لیں۔

فَاِنْ قَضَيْتُ لِاَحَدٍ مِّنْكُمْ بِشَيْءٍ مِنْ حَقِّ اَخِيْهِ فَاِنَّمَا اَقْطَعُ لَهٗ قِطْعَةً مِنَ النَّارِ	اگر بالفرض والمحال میں بھی تم کو کسی کا حق دلادوں تو وہ تمہارے لیے آگ کا ایک ٹکڑا ہی ہے۔ (ترمذی)

لہٰذا تم کسی کا حق مارنے کے لیے غلط اور باطل طریقے اختیار نہ کرو۔ مقصودِ حدیث تو یہ تھا۔ مگر ظالم معترض نے اسے نفیِ علم کی دلیل بنانے کی سعی کرڈالی۔ نیز معترض کو اپنے استدلالِ باطل کے لیے گنجائش تو جب ہوتی جبکہ یہ ثابت ہوتا کہ

کہ نبی علیہ السلام نے معاذ اللہ معاذ اللہ غلط فیصلے کی بناء پر کسی کا حق کسی کو دلوا دیا ہوتا۔ مگر امرِ واقعہ یہ ہے کہ ایسا کبھی نہیں ہوا اور نہ ایسا ممکن ہے۔

حضور کو ظاہر و باطن دونوں پر فیصلہ کرنے کا منصب حاصل ہے

واضح ہو کہ حضور اقدس صلے اللہ علیہ وسلم نے تعلیمِ امت کے لیے عموماً ظاہر پر فیصلہ فرمایا تاکہ حاکم و قاضی اسی ضابطہ کے مطابق فیصلہ کیا کریں اور یہی تمام حاکموں اور قاضیوں کیلئے شریعت کا حکم ہے ــــــ لیکن دلائلِ شرعیہ سے یہ ثابت ہے کہ نبی علیہ السلام کو باطن پر فیصلہ کرنے کا منصب بھی حاصل تھا۔ تفصیل کے لیے خصائصِ کبریٰ، شفا ملا علی قاری، جواہر البحار، علامہ نبہانی، مواہبِ لدنیہ، شارح بخاری علامہ قسطلانی وغیرہ کا مطالعہ کیجئے۔ نیز قرآنِ حکیم میں حضور علیہ السلام کو فرمایا گیا کہ آپ فیصلہ کریں بما اراك اللہ جو اللہ آپ کو دکھائے۔ اس میں کشف والہام و وحی سب داخل ہیں۔ حضرت خضر علیہ السلام نے نابالغ بچہ کو قتل کر دیا تھا۔ جیسا کہ قرآنِ حکیم میں مذکور ہے تو حضرت خضر نے ظاہر پر نہیں بلکہ باطن پر فیصلہ کیا تھا۔ جب حضرت خضر کو باطن پر فیصلہ کا اختیار تھا تو حضور علیہ السلام تو تمام اوّلین و آخرین انبیاء و مرسلین کے کمالات کے جامع ہیں۔ آپ کو باطن پر فیصلہ کا کیوں نہ اختیار ہو۔

حضور علیہ السلام کا ہر فیصلہ حق و صواب ہے

حضور علیہ السلام نے جو بھی فیصلہ فرمایا اس کا ناحق ہونا ناممکن ہے۔ آپ کا ہر فیصلہ حق و صواب ہے اور آپ کے لیے یہ تصور بھی نہیں کیا جا سکتا کہ آپ نے ظاہری شواہد کی بناء پر خلافِ حقیقت فیصلہ کر کے کسی کا حق کسی کو دلایا ہو (معاذ اللہ) کیونکہ قرآن نے حضور کے نطقِ

رسول کو وحی الہٰی قرار دیا ہے اور خود حضور علیہ السلام نے تصریح فرمائی ہے کہ میری زبانِ مبارک پر ہر حال میں (غصہ کی حالت ہو یا خوشی کی حتیٰ کہ مزاح کی حالت ہو) حق ہی جاری ہوتا ہے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

مَا اَخْبَرْتُكُمْ اَنَّهٗ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ فَهُوَ الَّذِیْ لَا شَكَّ فِیْهِ (درمنثور صـ۱۲۲/۶)

جو خبر بھی میں تمہیں دیتا ہوں وہ بلاشبہ اللہ کی طرف سے ہوتی ہے اور اس میں کوئی شک و شبہ نہیں ہوتا

نیز حضرت ابوہریرہ سے ہی روایت ہے۔ نبی علیہ السلام نے فرمایا۔

لَا اَقُوْلُ اِلَّا حَقًّا قَالَ بَعْضُ اَصْحَابِهٖ فَاِنَّكَ تُدَاعِبُنَا یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ؟ قَالَ اِنِّیْ لَا اَقُوْلُ اِلَّا حَقًّا

(درمنثور ج ۶ صـ۱۲۲)

(ترمذی)

میں سوائے حق کے اور کچھ نہیں کہتا اس پر بعض صحابہ نے عرض کی۔ یا رسول اللہ کبھی آپ ہم سے خوش طبعی بھی فرماتے ہیں۔ فرمایا اس وقت بھی میرے دہنِ مبارک سے حق کے سوا اور کچھ نہیں نکلتا۔

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں جو کچھ حضور صلے اللہ علیہ وسلم سے سنتا اسے لکھ لیتا۔ قریش نے مجھے منع کیا کہ ہر بات نہیں لکھنی چاہیئے کیونکہ حضور کبھی غصہ اور غضب کی حالت میں ہوتے ہیں۔ حضرت عبداللہ فرماتے ہیں میں نے لکھنے سے ہاتھ روکا۔

فَاَمْسَكْتُ مِنَ الْكِتَابِ فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ اِلَى النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَاَوْمَا اِصْبَعَهٗ اِلٰى فِیْهِ

اور بحضور نبوی صلے اللہ علیہ وسلم عرض کیا آپ نے فرمایا لکھو اور انگلی سے اپنے منہ کی طرف اشارہ کر کے فرمایا۔

فَقَالَ اُكْتُبْ فَوَالَّذِیْ بِيَدِهٖ مَا يَخْرُجُ مِنْهُ اِلَّا حَقٌّ

(ابو داؤد، کتاب العلم)

خدا کی قسم اس مُنہ سے ہر حالت میں سوائے حق کے اور کچھ نہیں نکلتا۔

تو جس ہستی مقدس کی زبانِ مبارک کی یہ کیفیت ہو اس کی زبانِ حق ترجمان سے خلافِ حقیقت فیصلہ کر دینے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔



غریبم یا رسول اللہ غریبم
ندارم در جہاں جز تو حبیبم

مَوْلَایَ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا
عَلٰی حَبِیْبِكَ خَیْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمِ

مسئلہ علمِ غیب پر تحقیقی نظر

رسالہ تجلّی دیوبند کے ایڈیٹر عامر عثمانی صاحب (جو دیوبندی مکتبۂ فکر کے مشہور عالم شبیّر احمد عثمانی کے بھتیجے ہیں) نے ایک کتاب پر تبصرہ کرتے ہوئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے علمِ غیب پر بھی گوہر افشانی کی ہے۔ یہ تحریر اسی کے متعلق ہے۔ اگرچہ اس مسئلہ پر اب تک اتنا لکھا جا چکا ہے کہ مزید قلم اٹھانے کی ضرورت نہیں اور یہ اُمید بھی نظر نہیں آتی کہ یہ تحریر اس سلسلہ میں حرفِ آخر ثابت ہوگی اور اس کے ذریعہ وہ مسئلہ جو ساٹھ ستر برس سے فریقین کی بحث وتمحیص کا مرکز بنا ہُوا ہے اور آئے دن جس پر اکھاڑے لگتے ہیں۔ مناظرے ہوتے ہیں اور جس کی وجہ سے دیوبندی علماء اہلِ سنت بریلوی پر کفر و شرک کے فتوے جڑتے رہتے ہیں ختم ہو جائے گا۔ مگر یہ ضرور ہے کہ نئے پڑھنے والوں کے لئے یہ تحریر اس مسئلہ کے حقیقی خدوخال اُجاگر کرنے اور اس کی صحیح حیثیت و ماہیت کو واضح کرنے میں ضرور ممد و معاون ہوگی اور بہت سے شبہات کا ازالہ بھی ہوگا۔ اور انصاف و دیانت کے ساتھ کسی مسئلہ پر غور کرنے والوں کے لئے باعثِ اطمینان۔

رضوان بابت جون ۱۹۵۷ء میں لکھا گیا تھا۔ اہلِ سنت و جماعت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے علمِ مَا کَانَ وَمَا یَکُون کا اثبات کرتے ہیں یعنی اللہ تعالیٰ نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو ابتدائے آفرینشِ عالم سے قیامت تک جو کچھ ہو چکا، ہو رہا ہے اور جو ہوگا سب کا تفصیلی علم عطا فرمایا ہے۔ اسی کو لوگ علمِ کلی سے تعبیر کرنے لگ گئے ہیں۔ اس پر مدیر تجلی دیوبند نے جس انداز دلنواز میں گفتگو فرمائی ہے۔ ملاحظہ فرمائیں۔ لکھتے ہیں :۔

(۱) اسے جانے دیجئے کہ قرآن، حدیث، عقل، قیاس، مشاہدہ اور تاریخی حقائق سے آنکھیں بند کر کے شرک جلی اور بدعت صریح پر مشتمل ایسا دیومالائی عقیدہ رکھنے والے کسی شخص یا گروہ کی سلامتی ہوش و حواس کے بارے میں علم و عقل کیا رائے قائم کریں گے۔

(۲) اسے بھی جانے دیجئے کہ جس ذہن نے یہ عقیدہ اختراع کیا تھا کہ دنیا گائے کے سینگ

پر قائم ہے یا سورج کو دیوتا ہر شام سمندر میں غسل دیتے ہیں اور اس علمِ غیب والے عقیدے کے موجد ذہن میں سطح اور معیار کے لحاظ سے آخر کیا فرق ہے،،

(۳) بوالعجبی کی داد دیجئے کہ جو لوگ علم غیب کلی جیسے لایعنی اور شرمناک عقیدے کے حامل ہیں جنہیں یہ بھی شعور نہیں کہ یہ عقیدہ انہیں عقل و ہوش کی نگاہ میں کس قدر مضحکہ اور تماشا بنا دیگا۔

(۴) پھر اسی تجلی مجریہ دسمبر ۱۹۵۶ء میں ایک کتاب پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ:۔

"اس کتاب میں اہلِ بدعت کے عقیدے کی تردید کی گئی ہے کہ حضور صلّی اللہ علیہ وسلّم علم غیب کُلّی رکھتے تھے۔

(۵) میں نے پہلی بار سُنا کہ بعض بریلوی حضرات ایسا عقیدہ رکھتے ہیں۔ مجھے خیال ہُوا کہ شاید ان جہّال وسفہا کی نکتہ سنجی ہوگی جنہوں نے قاعدۂ بغدادی اور کریما پڑھنے کے بعد طلسم ہوشربا اور قصۂ چہار درویش وغیرہ کے مطالعہ میں اوقات بسر کئے ہوں گے۔

(۶) اگر یہ کھلا کافرانہ توحید شکن عقیدہ کوئی صحیح ثابت کر دے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ دُنیا میں کوئی چیز ایسی نہیں، جو ثابت نہ کی جا سکے، خدا کا تین ہونا بھی ثابت ہوگا۔ دو اور دو پندرہ بھی ماننے پڑیں گے۔ میں کہتا ہوں آدمی کو بندر ہی کی نہیں مرغی اور کھٹمل کی اولاد بھی ثابت کیا جا سکتا ہے۔

(۷) ذرا اندازہ تو فرمائیے اس ذہن کی تاریکی اور پستی کا جو چند ضعیف روایات کی آڑ لے کر یہ عقیدہ ایجاد کرتا ہے کہ ایک بشر، ایک اللہ کا بندہ محمد عربی صلّی اللہ علیہ وسلّم تمام ان اشیاء کا عالم ہے۔

● سب سے پہلے تو ہمیں نفس مسئلہ کی وضاحت کرنی ہے اور اس کے تمام گوشوں پر تبصرہ کرنا ہے اور یہ بتانا ہے اصل اختلاف کس بات میں ہے اور اہلسنت کے ہاں اس مسئلہ کی حیثیت کیا ہے؟ یہ امر اوّل ہے اس کے بعد ہمیں یہ بتانا ہے کہ جس نظریہ کو مدیر تجلی نے صرف ہماری ایجاد کہا ہے اور کفر و شرک کے ایٹم برسائے ہیں وہ صرف ہماری ایجاد نہیں ہے بلکہ اکابرین اُمّت بھی اس نظریہ میں ہمارے ساتھ ہیں۔

"یہ امر دوم ہے،،

امرِ اوّل کا بیان

یعنی مسئلہ علم غیب و علم ما کان و ما یکون کی حیثیت و کیفیت کیا ہے کیا یہ مسئلہ ضروریاتِ دین سے ہے اور اس مسئلہ میں اصل اختلاف کس امر میں ہے۔ ہم اہلسنت و جماعت جنہیں آجکل بریلوی کہا جاتا ہے اور جمہور علماء دین و آئمہ کرام و مفسرین عظام اس امر میں متفق ہیں :-

(۱) غیر خدا کے لئے ایک ذرہ کا بھی علمِ ذاتی نہیں ہو سکتا۔ مخلوقات میں سے جس کسی کو بھی جس چیز کا علم ہو گا، وہ بہرصورت عطائی ہو گا یعنی اللہ عزوجل عالم بالذات ہے اور اور اس کے بغیر بتائے کوئی بھی ایک حرف کا بھی عالم نہیں ہو سکتا۔

(۲) غیر خدا کا علم تمام معلوماتِ الٰہیہ کو حاوی نہیں ہو سکتا۔ اور نہ غیر خدا کا علم اللہ عزوجل کے علم کے مساوی ہو سکتا ہے۔ مساوی تو درکنار تمام اولین و آخرین، انبیاء و مرسلین و ملائکہ مقربین سب کے علوم مل کر بھی علومِ الٰہیہ سے وہ نسبت بھی نہیں رکھتے جو کروڑہا کروڑ سمندروں سے ایک ذرا سی بوند کے کروڑویں حصے کو ہوتی ہے (کیونکہ تمام سمندر اور یہ بوند کا کروڑاں حصہ دونوں متناہی ہیں اور متناہی کو متناہی سے نسبت ضرور ہوتی ہے۔ بخلاف علومِ الٰہیہ کہ وہ تو غیر متناہی در غیر متناہی در غیر متناہی ہیں)

(۳) مخلوق کے علوم، اگرچہ عرش و فرش، شرق و غرب، جملہ کائنات از روزِ اوّل تا روزِ آخر کو گھیر لیں۔ آخر متناہی (محدود) ہیں، کیونکہ عرش و فرش دو حدّیں ہیں، روزِ اوّل اور روزِ آخر دو حدّیں ہیں اور جو کچھ حدّوں کے اندر ہو وہ سب متناہی (محدود) ہے۔ اس لئے علومِ خلق کو علمِ الٰہی سے کوئی نسبت نہیں ہو سکتی۔

(۴) اس پر بھی اجماع ہے کہ حضور سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو جو علومِ بارگاہِ خداوندی عطا ہوئے وہ ساری مخلوق کے علوم سے افضل و اعلیٰ، اتم و اعظم ہیں۔ اللہ عزوجل کی عطا سے حضور اقدس کو اتنے علوم حاصل ہوئے ہیں کہ جن کا شمار اللہ ہی جانتا ہے۔

(۵) اس پر بھی اجماع ہے کہ اللہ عزّوجل نے حضور علیہ السلام کو اپنے بعض غیوب پر مطلع

مطلع کیا یا بعض غیوب کا علم دیا، یا اپنے بعض غیبوں پر اطلاع دی، سب کا ایک ہی مفہوم ہے۔ غرضیکہ بعض علومِ غیبیہ پر حضور کا مطلع ہونا قطعی، اجمالی اتفاقی مسئلہ ہے اور ضروریاتِ دین سے ہے اور اس کا منکر کافر ہے۔ اور جہاں تک میرا مطالعہ ہے علماء دیوبند بھی نبی علیہ السلام کے لئے بعض علومِ غیبیہ پر مطلع مانتے ہیں۔

علمِ مَاکَانَ وَمَایَکُوْن

ہم پہلے لکھ چکے ہیں کہ اتنا ضروریاتِ دین سے ہے کہ اللہ عزّ وجل نے حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلّم کو بعض علومِ غیبیہ پر مطلع فرمایا لیکن یہ بعض غیب جس پر حضورِ اقدس کو مطلع کیا آیا روزِ اوّل[1] سے یومِ آخر تک تمام کائنات کو شامل ہے جیسا کہ عمومِ آیات و احادیث کا مفاد ہے یا اس میں کچھ تخصیص ہے تو بہت سے اہلِ ظاہر جانب خصوص گئے۔ کسی نے علومِ خمس کو، کسی نے علمِ روح کو، کسی نے علمِ قیامت کو، کسی نے متشابہات کو خاص کیا لیکن اس کے ساتھ ساتھ بہت سے علمائے محدثین و مفسرین و آئمہ دین و بکثرت علماء نے اس میں کوئی تخصیص نہیں کی اور آیات و احادیث کو ان کے عموم پر اسی طرح رکھا جس طرح ہم رکھتے ہیں اور حضور کے لئے علم ماکان و مایکون کا اسی تفصیل سے اثبات کیا جیسے ہم اہلسنت کرتے ہیں جس سے یہ واضح ہو گیا کہ جس تفصیل سے اہلسنت حضور سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلّم کے لئے علم غیب ثابت کرتے ہیں۔ یہ ہمارا قولِ مختار ہے نہ ضروریاتِ

---

[1] روزِ اوّل تا یوم آخر کا مطلب یہ ہے کہ ابتدائے دنیا سے لے کر دخول جنّت و نار تک کا علم جس کو مَاکَانَ وَمَایَکُوْن سے تعبیر کیا جاتا ہے اور جس کی تشریح ہم ان لفظوں میں کرتے ہیں کہ:۔ "حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ عزوجل نے ابتدائے آفرینش سے لے کر قیامت تک جو کچھ ہو چکا ہے، جو ہو رہا ہے، جو ہوگا سب کا تفصیلی علم عطا فرمایا۔"

قیامت کی ابتداء نفخہ اولیٰ سے ہوگی اور دخول جنت و نار پر ختم ہوگی تو جب تک جنتی جنت میں اور دوزخی دوزخ میں چلے جائیں گے اس وقت تک کے تمام علوم ہمارے دعویٰ میں داخل ہیں اور قیامت کے بعد کے معلومات ہمارے دعویٰ میں مسکوت عنہا ہیں۔ منہ

دین سے ہے اور نہ ضروریاتِ مذہب سے، بلکہ بابِ فضائل سے ہے اور جو لوگ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے بغض و عناد کی بناء پر نہیں بلکہ دلائل شرعیہ کی بناء پر اُس تفصیل سے حضور کے لئے علم ماکان و مایکون کا اثبات نہیں کرتے۔ ہم ان کو کافر و گمراہ تو درکنار فاسق بھی نہیں کہتے، چنانچہ اعلیٰ حضرت عظیم البرکت مولانا شاہ احمد رضا خان صاحب قدس سرہ العزیز نے خالص الاعتقاد اور الدولۃ المکیہ میں اُس کی صاف وصریح لفظوں میں تصریح فرمائی ہے۔ وہ لکھتے ہیں کہ:۔

(۱) یہ صاف مسئلہ جس طرح ہمارے علماء اہلسنت میں دائر ہے۔ مسائل خلافیہ اشاعرہ و ماتریدیہ کے مثل ہے کہ اصلاً محلِ طعن و لوم نہیں، ہاں ہمارا مختار قول اخیر ہے (یعنی یہ کہ حضور کو جو بعض علومِ غیبیہ عطاء ہُوئے وہ بعض روزِ اوّل سے لے کر روزِ آخر تک تمام کائنات کے علوم کو شامل ہیں۔ نیز اعلیٰحضرت فاضل بریلوی علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں :

(۲) وہ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا علم ذاتی بے عطائے الٰہی مانتا ہے۔

(۳) یہ کہ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا علم علمِ الٰہی سے مساوی جانتا ہے۔ صرف قدم و حدوث کا فرق کرتا ہے۔

(۴) کبھی یہ کہ امور غیر متناہیہ بالفعل کو حضور علیہ السّلام کا علم بالتفصیل حاوی ٹھہراتا ہے؛ حالانکہ اللہ واحد و قہار دیکھ رہا ہے، یہ سب ان اشقیاء کا افترا ہے۔ سچے ہیں تو بتائیں کہ ان میں سے کون سا جملہ فقیر کے کس رسالے، کس فتویٰ اور کس تحریر میں ہے۔ اس کے بعد لکھتے ہیں:۔

(۵) مفتریانِ کذاب اگر ان کلمات کا خود مجھ سے استفسار کرتے تو سب سے پہلے ان باطل باتوں کا ردّ و ابطال میں کرتا۔ (خالص الاعتقاد ص ۲۳، ص ۴۷)

یہ امر قابل ذکر ہے کہ اہلسنت وجماعت حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے نہ جمیع غیوب غیر متناہیہ کا علم ثابت کرتے ہیں اور نہ جملہ معلوماتِ الٰہیہ کا حضور کے علم کو

ف۱ الدولۃ المکیۃ میں اعلیٰ حضرت قدس سرہ العزیز تحریر فرماتے ہیں (باقی اگلے صفحہ پر)

علم الٰہی سے وہ نسبت نہیں جو ذرہ کو آفتاب سے اور قطرہ کو سمندر سے ہے۔ کہاں خالق اور کہاں مخلوق مماثلت و مساوات کا تو ذکر ہی کیا، علم الٰہی کے سامنے تمام مخلوقات کے علوم بہر صورت اقل قلیل ہیں اور جو شخص حضور کے لئے علم کو ذاتی مانے یا یہ کہے آپ کا علم اللہ کی عطاء کے بغیر ہے یا حضور کے علم کو اللہ عزوجل کے علم کے مساوی بتائے اور کہے کہ جس طرح اللہ عزوجل غیب دان ہے بالکل اسی طرح حضور بھی غیب دان ہیں۔ وہ ہمارے نزدیک بھی کافر و مشرک ہے۔

اہلسنت کے بعض علماء کی تحریرات میں یہ آجاتا ہے کہ حضور کو علمِ غیب کلی ہے تو اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں ہے کہ حضور کا علم اللہ تعالیٰ کے علم کے مساوی ہے یا حضور ٹھیک اسی طرح علمِ غیب رکھتے ہیں۔ جیسے باری تعالیٰ سبحانہ کو ہے اور یہ بات کیسے کہی جاسکتی ہے جبکہ اللہ عزوجل کا علم غیر متناہی ذاتی اور قدیم ہے۔

اصل اختلاف | اگر منکرین یہ کہتے کہ بے شک ہم حضور کے لئے بعض غیب تو مانتے

{بقیہ پچھلے صفحہ سے} ثابت ہوا کہ جمیع معلوماتِ الٰہیہ کا پوری تفصیل کے ساتھ کسی مخلوق کا محیط ہو جانا عقلاً و شرعاً دونوں طرح محال، بلکہ اگر علومِ اولین و آخرین کے سب علوم جمع کر لئے جائیں تو ان کے مجموعہ کو علوم الٰہیہ سے اصلاً کوئی نسبت نہ ہوگی (الدولۃ المکیہ ص ۱۹۸)

(۲) علوم مخلوق کا جمیعِ معلوماتِ الٰہیہ کو محیط ہونا، یقیناً عقل سے بھی باطل اور شرع سے بھی باطل ہے۔ {الدولۃ المکیہ ص ۲۱۷}

(۳) ہم نہ علم الٰہی سے مساوات مانیں اور نہ غیر کے لئے علم بالذات جانیں اور عطائے الٰہی سے بھی بعض علم ہی ملنا مانتے ہیں نہ کہ جمیع۔ (خالص الاعتقاد ص ۲۵)

دیکھئے اس میں اعلحضرت علیہ الرحمہ تصریح فرما رہے ہیں کہ ہم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو نہ بالذات علم مانتے ہیں، نہ یہ مانتے ہیں کہ حضور کا علم اللہ کے علم کے مساوی ہے اور عطاء الٰہی سے حضور کے لئے جو علم مانتے ہیں وہ بھی بعض کا ہی مانتے ہیں جمیع معلومات الٰہیہ کا نہیں۔ ہاں یہ ضرور ہے کہ وہ بعض علم ماکان و مایکون کو محیط ہے۔ ۔ ۱ جیسا کہ تجلی دیوبند دسمبر ۱۹۵۶ء صفحہ ۶۰ پر مدیر تجلی نے ہم پر یہ افتراء کیا ہے کہ ہم حضور کے لئے ٹھیک اسی طرح علمِ غیب مانتے ہیں جیسے باری تعالیٰ سبحانہ (معاذ اللہ)

ہیں، مگر ماکان و مایکون کا اثبات نہیں کرتے تو بات بالکل فروعی اختلاف کی رہتی ہے
ان لوگوں نے غضب یہ کیا کہ علم مَاکَانَ و مایکون کو حضور کے لئے ماننے کو شرک اکبر اور کفر جلی
کھلا ہوا کافرانہ توحید شکن لایعنی اور شرمناک اور دیومالائی نظریہ قرار دے دیا۔
بات یہ ہے کہ ہم حضور علیہ السلام کے لئے علم مَاکَانَ، مایکون کا اثبات کرتے ہیں اور
حضور اکرم کی اس فضیلت و عظمت کو بیان کرتے ہیں۔ یہ دیوبندی علماء ہمارے اس
نظریہ کو کفر و شرک قرار دیتے ہیں۔ ہم کہتے ہیں کہ آپ کا کفر و شرک کا فتویٰ دینا بہت بڑی
زیادتی ہے اور آپ کے اس فتوے کی زد میں صرف ہم ہی نہیں آتے بلکہ بڑے بڑے مفسرین و
محدثین و آئمۂ دین بھی آجاتے ہیں۔ اس کے علاوہ کتاب و سنت کی نصوص صریحہ بھی ہمارے نظریہ
کی موید ہیں۔ ایسی صورت میں اس نظریہ کو کفر جلی قرار دینا خود کا فر و مشرک ہونا ہے۔ مگر یہ لوگ
اپنے اس فتویٰ پر نظر ثانی کرنے کے لئے تیار نہیں اور وہی مرغے کی ایک ٹانگ کفر و شرک
کی تقسیم کئے جاتے ہیں۔ دراصل یہ لوگ کنوئیں کے مینڈک کی طرح یہ سمجھے ہوئے ہیں کہ

(۱) ابتدائے آفرینش سے لے کر قیامت تک جو کچھ ہوا ہوگا ہو گیا (علم ماکان و مایکون)
بس اسی میں اللہ کا علم محدود ہے، اس کے سوا نہ کوئی علم ہے نہ کوئی معلوم ہے۔

(۲) یہ لوگ اس غلط فہمی میں مبتلا ہیں کہ زمین و آسمان کے حالات آئندہ و گذشتہ کے احوال
لوح و قلم کے مکتوبات آسمان کے ستارے کتنے ہیں۔ زمین کی مخلوق کی گنتی کیا ہے؟
اسی میں اللہ کا علم منحصر ہے • یہی وجہ ہے کہ بہت سے غالبیوں کو یہ کہتے ہوئے
سنا کہ جب حضور عالم "ماکان و مایکون" ہوئے تو پھر خدا کے پاس کیا رہ گیا؟

• اور یہی وجہ ہے کہ اگر کوئی مسلمان یہ کہہ دے کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
دنیا و مافیہا کا علم رکھتے ہیں۔ حضور زمین و آسمان میں جو کچھ ہے سب جانتے ہیں۔ حضور روز
اوّل سے لے کر قیامت تک کے حالات و واقعات سے باخبر ہیں تو یہ لوگ کفر جلی کا فتویٰ
جڑ دیتے ہیں۔ مگر اس موقع پر انہیں اتنی سی بات نہیں سوجھتی کہ :۔
علم ماکان و مایکون محدود علم ہے۔ ابتدائے دنیا سے لے کر قیامت تک کا علم تو
دو حدوں کے اندر بند ہے اور اللہ عزّ وجل کے "دو علوم" علم ماکان مایکون" کی چار دیواری

میں محدود نہیں ہیں۔ بلکہ علم ما کان ما یکون علمِ الٰہی کی ایک سطر اور غیب السمٰوٰت والارض علوم الٰہیہ سے ایک قطرہ ہے۔ اس قطرہ میں علمِ الٰہی کو منحصر اور اللہ عزوجل کے "علم بے نہایت"، کو علم جمیع اشیاء میں محدود سمجھنا سخت نادانی ہے"۔

(۱) چنانچہ یہ بات بالکل بدیہی ہے کہ تمام اشیاء کا علم "علم الٰہی" کے سامنے نہایت قلیل ہے؛ چنانچہ اس کا فیصلہ خود سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :۔

"علمائے یہود نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا کہ جو توریت ہم کو عطا ہوئی اس میں ہر چیز کا علم ہے؟ حضور نے فرمایا "بے شک توریت میں ارشاد خداوندی موجود ہے کہ توریت میں ہر چیز کا علم ہے مگر یہ ہر چیز کا علم علمِ الٰہی کے سامنے قلیل ہے"۔ (تفسیر خازن ص ۲۴۴ جلد ۳)

(۲) علامہ تفتازانی علیہ الرحمۃ شرح عقائد کے ص ۲۷ پر لکھتے ہیں کہ :۔

معلومات اللہ تعالیٰ اکثر من مقدوراتہ مع لاتناھیھا	اللہ کے معلومات اس کے مقدورات سے بہت زیادہ ہیں۔ گو دونوں غیر متناہی ہیں

(۳) شرح مواقف کے موقف ثانی میں ہے کہ :۔

واعلم ان معلومات اللہ تعالیٰ اکثر من مقدوراتہ مع ان کل واحد منہما غیر متناھیۃ	جان لے کہ اللہ تعالیٰ کے معلومات اس کے مقدورات سے بہت زیادہ ہیں اور یہ دونوں غیر متناہی ہیں۔

(۴) علامہ خطاجی حواشی بیضاوی میں طیبی سے نقل فرماتے ہیں کہ :

ان معلومات اللہ تعالیٰ لا نھایۃ لھا وغیب السمٰوٰت والارض وما یکتمون قطرۃ منھا	اللہ تعالیٰ کے معلومات کی کوئی انتہا نہیں۔ اور آسمان و زمین کے غیب اس کے علم کا ایک قطرہ ہیں۔

(۵) امام غزالی کیمیائے سعادت میں تحریر فرماتے ہیں کہ :

"در ہیچ سلیم دل نبود کہ ایں قدر نداند کہ علم فرشتگاں و آدمیاں در جنب علم حق ناچیز است و بہر با گفتہ کہ وما اوتیتم من العلم الا قلیلا

(۶) بخاری واقعہ خضر میں ہے کہ ایک چڑیا نے کشتی کے کنارے پر بیٹھ کر اپنی چونچ کو دریا میں ڈبو دیا تو حضرتِ خضر نے فرمایا "اے موسٰی (علیہ السلام) تیرا علم، میرا علم اور تمام مخلوقات کا علم

وعلم المخلوقات فی علم اللہ تعالیٰ مقدار ما غمس ھٰذا العصفور منقارہ	اللہ کے علم کے سامنے ایسا ہی ہے جیسا کہ دریا کے مقابلہ میں اس چڑیا کا اپنی چونچ کو تر کر لینا۔

جس سے ثابت ہوا کہ تمام مخلوقات اور تمام اشیاء زمین و زمان کا علم عزوجل کے علوم کے سامنے نہایت قلیل ہیں تو ایسی صورت میں برابری کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا لیکن اس حقیقت کے ہوتے ہوئے بھی جب کوئی مسلمان حضور کے لئے جمیع اشیاء کا علم ثابت کرتا ہے تو دیوبندی علماء گھبرا کر پکار اٹھتے ہیں کہ یہ تو خدا کے برابر کر دیا۔

تو بات یہ ہے کہ یہ لوگ کنوئیں کے مینڈک کی طرح اس غلط فہمی میں مبتلا ہیں کہ اللہ عزوجل کا علم جمیع اشیاء میں محدود و منحصر ہے۔ جبھی تو یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے علم ما کان و ما یکون ثابت کرنے والے کو یہ الزام دیتے ہیں کہ :-

"رسول کو خدا کے برابر کر دیا"

ورنہ اگر یہ اس حقیقت سے واقف ہوتے کہ علم ما کان و ما یکون کا علم علمِ الٰہی کے سامنے قلیل ہے تو کبھی خدا کے ساتھ برابر کر دینے کا الزام نہ دیتے۔ پھر حیرت تو یہ ہے کہ اس غلط فہمی میں صرف مدیر تجلی ہی مبتلا نہیں ہیں بلکہ دیوبندی مکتبہ فکر مولوی اسمٰعیل دہلوی بھی اسی مغالطہ میں ہیں۔ وہ تقویۃ الایمان" میں اس کی تصریح کرتے ہیں:-

"اگر کسی نے غیر اللہ کے لئے یہ کہہ دیا کہ وہ درخت کے پتوں کی گنتی جانتے ہیں تو اس نے اس کو اللہ کی شان میں ملا دیا ما قدروا اللہ حق قدرہٖ

غرضیکہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے علم ما کان و ما یکون کے اثبات کرنے کو کفر و شرک قرار دینا کسی طرح بھی درست نہیں ہے۔ اسی طرح حضور کو اللہ تعالیٰ کے برابر کر دینے اور عبدیت سے الوہیت تک پہنچا دینے کا الزام بھی حماقت و جہالت ہے!

کیونکہ ہم اہلسنت حضور کے لئے جس علم کو مانتے ہیں وہ متناہی، حادث، مخلوق اور ممکن ہے اور اللہ عزّ و جل کا علم ذاتی، قدیم غیر متناہی، غیر مخلوق اور واجب ہے۔ اللہ عزّ و جل کا علم عطائی اور متناہی ہو ہی نہیں سکتا۔ اتنے تفرقوں کے ہوتے ہوئے کون عاقل ہے جو حضور کے علم کو اللہ کے علوم کے مساوی کر دینے کا الزام دے سکے۔

پھر ہمیں یہ دیکھ کر حیرت بھی ہوتی ہے اور افسوس بھی کہ یہ لوگ جس وصف اور جس صفت کا حضور اقدس کے لئے اثبات کرنے کو کفر جلی قرار دیتے ہیں۔ اسی وصف کو اپنے بزرگوں اور پیروں بلکہ ایک معمولی انسان کیلئے بلا تکلف ثابت کر دیتے ہیں اور اس وقت ان کو شرک و کفر کی گردان بھی بھول جاتی ہے ان کی اس روش پہ حیرت تو اس لئے ہے کہ سلیم العقل کسی بھی ایسی صفت کو جس کا غیر اللہ کے لئے ماننا واقعی شرک ہو۔ اسی صفت کو نبی کے لئے ماننے کو شرک اور غیر نبی کے لئے ماننے کو ایمان نہیں قرار دے سکتا۔ اور افسوس اس لئے ہے کہ آخر ان لوگوں کو اس محسنِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم ہی سے یہ عناد کیوں ہے کہ ان کی ذات کے لئے تو اس صفت کا انکار ہے اور ان کے غیر کے لئے اسی کا اثبات ہے۔ اس قسم کی متعدد مثالیں دی جا سکتی ہیں۔ فی الحال موضوع سے متعلق ایک مثال حاضر ہے۔ مدیر تجلی ہی نہیں بلکہ پوری دنیائے دیوبندیت کے امام مولوی اسماعیل دہلوی صراطِ مستقیم لکھتے ہیں

۱ : دریں حالت اطلاع بر امکنۂ افلاک و سیر بعضے مقاماتِ زمین کہ دُور دراز از جائے ولی بود بطور کشف حاصل می آید (صراط مستقیم ص۱۰۰)	یعنی توحید صفائی کے مقام پر پہنچ کر آسمانوں کے مکانوں پہ اطلاع اور زمین کے بعض مقامات کی سیر جو اس جگہ سے دُور دراز ہیں بطورِ کشف حاصل ہو گی
۲ : و آں کشف مطابق مے باشد۔ (صراط مستقیم ص۱۰۱)	اور یہ کشف اس کا واقعے کے بالکل مطابق ہوتا ہے۔
۳ : برائے انکشافِ حالات سمٰوٰت و ملاقات ارواح و ملائکہ و سیرِ جنّت	آسمانوں کے حالات معلوم کرنا اور رُوحوں فرشتوں سے ملاقات کرنا اور

ونار و اطلاع بر حقائق آں مقام و
دریافت امکنۂ آنجا و انکشاف امرے
از لوح محفوظ یا حی یا قیوم است"
(صراط مستقیم ص۱۰۷)

اور جنت و دوزخ کی سیر کرنا اور اس
مقام کی حقیقتوں سے خبردار ہونا اور
لوح محفوظ میں سے کسی بات کا دریافت
کرنا ان سب کاموں کے لئے یا حی یا قیوم کا ذکر ہے

۴ : برائے کشف ارواح و ملائکہ و
مقاماتِ آنہا و سیر امکنۂ زمین و آسمان و
جنت و نار و اطلاع بر لوح محفوظ
شغل دورہ کند۔
(صراط مستقیم ص۱۰۷)

روحوں اور فرشتوں اور ان کے مقامات
کے حالات دیکھنے اور زمین و آسمان و
جنت و دوزخ کے مکانوں کی سیر کرنے اور
لوح محفوظ پر مطلع ہونے کے لئے
شغل دورہ کرے۔

۵ : برائے کشف قبور سبوح
قدوس رب الملائکۃ
والروح مقرر است

قبروں کے حالات معلوم کرنے کے لئے
سبوح قدوس رب الملائکۃ والروح
مقرر ہے۔

۶ : برائے کشف وقائع آئندہ
اکابرینِ طریقہ طرقِ معدودہ
نوشتہ اند۔

یعنی آئندہ ہونے والے واقعات
معلوم کرنے کے لئے اس طریقہ کے
بزرگوں نے کئی طریقے لکھے ہیں۔

۷ : امثال ایں وقائع واشباہ ایں
معاملات صدہا در پیش آمد تا اینکہ
کمالاتِ طریق نبوت بذروۂ علیا خود
رسیدہ و الہام و کشف بعلوم حکمت
انجامید۔ (صراط مستقیم ص۱۵۰)

اس قسم کے واقعات اور اس قسم کے
معاملات سینکڑوں پیش آئے، یہاں تک
کہ نبوت کے راستے کے کمالات اپنی
انتہائی حد کو پہنچ گئے اور علوم حکمت
کا کشف و الہام پورا ہو گیا۔

۸ : پس با استعانت ہماں شغل بہر
مقامیکہ از زمین و آسمان و جنت و
دوزخ خواہد متوجہ شدہ سیر آں مقام

پس اس ذکر کی مدد سے زمین و آسمان
جنت و دوزخ کے جس مقام کی چاہے
اس طرف متوجہ ہو کر وہاں کی سیر کرے

نماید واحوالِ آں جا دریافت کند و با اہلِ آن مقام ملاقات سازد (صراط مستقیم ص)

اور وہاں کے حالات معلوم کرے اور وہاں کے لوگوں سے ملاقات کرے۔

دیکھئے! جس چیز کے ثبوت کا یہ لوگ تمام انبیائے کرام اور خصوصاً حضور علیہ السلام کے لئے انکار کرتے ہیں۔ اسی کو ان کے امام نے خاص اولیاء کے لئے نہیں بلکہ ہر اس شخص کے لئے جو مذکورہ بالا درود وظائف پڑھے ثابت مانا ہے اور پھر اس تفصیل سے کہ زمین وآسمان جنت و دوزخ کے جس مقام کی جس وقت چاہیں سیر کریں۔ جب چاہیں وہاں کے حالات معلوم کریں، ملائکہ وارواح سے جب چاہیں ملاقات کریں اور ان کے مقامات سے آگاہ ہوں۔ حتیٰ کہ لوحِ محفوظ جس میں ہر شئی کا علم موجود ہے اس پر اطلاع پائیں اور واقعات آئندہ و ماضیہ کا علم حاصل کریں۔

انصاف کیجئے کہ شغل دُور کرنے والوں کو تو لوح محفوظ پر اطلاع ہو جائے جس میں ہر شئی کا علم موجود ہے اور حضور اقدس صلّی اللہ علیہ وسلّم کو لوحِ محفوظ کا علم نہ ہو سکے۔ مندرجہ بالا درود وظائف کرنے والوں کے لئے تو زمین وآسمان کے، جنت و دوزخ کے، قبروں کے اندر کے، ملائکہ وارواح کے، عرش و فرش کے، حتیٰ کہ لوحِ محفوظ تک کے غیبوں کا انکشاف ہو جائے اور حضور اقدس صلّی اللہ علیہ وسلّم کو دیوار کے پیچھے کی بھی خبر نہ ہو۔ "چہ بے خبر ز مقامِ محمّد عربی"

افسوس دورہ کا شغل کرنے والوں کے لئے تو یہ مانا جائے کہ وہ جب چاہیں جس وقت چاہیں زمین وآسمان جنت و دوزخ کے جس مقام کا چاہیں، حال معلوم کریں، ملائکہ وارواح سے ملاقات کریں، اِن کے مقامات سے آگاہ ہوں اور واقعاتِ آئندہ پر مطلع ہو جائیں اور حضور اقدس سیّد عالم صلّی اللہ علیہ وسلّم کے لئے اسی کا انکار کیا جائے۔ بتائیے یہ کس درجہ کی ایمانی قوت کا کام ہے؟ کیا حبِ مصطفیٰ! اور عظمتِ حبیبِ کبریا علیہ التحیۃ والثناء اسی کا نام ہے؟

غضب خدا کا ہم اگر حضور اقدس صلّی اللہ علیہ وسلّم کے لئے لوحِ محفوظ کا علم ثابت کریں۔ جس میں جمیع اشیاء کا علم ہے تو مدیر تجلی نتھنے پھلا کر اس کو کھلا ہوا کافرانہ

مشرکانہ، توحید شکن، شرکِ جلی لایعنی اور شرمناک نظریہ قرار دیں اور اگر ان کے امام اوّل دورہ کا شغل کرنے والوں کے لئے لوحِ محفوظ کے علوم کا منکشف ہونا مانیں پھر ان کی خانہ ساز توحید میں کچھ فرق نہ آئے اور شرک توحید بن جائے، کفر اسلام قرار پائے اس کو مدیر تجلی نہ سفہا و جہال کی نکتہ سنجی قرار دیں اور نہ عقل شکن دیو مالائی نظریہ کہیں ؟ آخر کیوں ؟

غرضیکہ حضراتِ دیوبند کے امامِ اوّل مولوی اسماعیل دہلوی کے نزدیک جب مذکورہ بالا درود و وظائف کی مدد سے ہر جگہ ہر مقام کے احوالات جس وقت چاہیں معلوم ہوجاتے ہیں اور جنت و دوزخ، ملائکہ و ارواح، حتیٰ کہ لوحِ محفوظ تک کے غیبوں کا انکشاف ہوجاتا ہے تو پھر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ان امور کا علم عزّوجل کے بتانے اور عطاء فرمانے سے کیوں نہیں ہوسکتا ؟

جب مذکورہ بالا امور کا انکشاف دورہ کا شغل کرنے والوں کے لئے ماننا شرک و کفر نہیں ہے تو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ماننا کیوں شرک و کفر ہے ؟

ممکن ہے کوئی صاحب یہ کہہ دیں کہ مولوی اسماعیل نے تو صرف کشف مانا ہے علم غیب نہیں مانا تو میں کہتا ہوں مطلب تو ان باتوں سے ہے جن کا عطائی علم ماننا بھی حضرات دیوبند کے نزدیک شرک ہے لیکن خود ان کا امام اس سے بدرجہا زائد غیر نبی کے لئے مان رہا ہے ــــ آپ اسے علمِ غیب نہ کہیئے انکشافِ غیب کہہ لیجئے، بات تو وہی ہوئی کہ حضور کے لئے ماننا شرک اور اپنے بزرگوں کے لئے ماننا ایمان۔

چنانچہ مولوی اسماعیل دہلوی نے خود اس کی تصریح و توثیق کر دی وہ تقویت الایمان میں لکھتے ہیں کہ "اس طرح غیب کا دریافت کرنا کہ اپنے اختیار میں ہو کہ جب چاہے کر لیجئے یہ اللہ صاحب ہی کی شان ہے۔ کسی ولی، جن، فرشتہ کو، پیر شہید کو، امام زادے کو، بھوت پری کو، اللہ صاحب نے یہ طاقت نہیں بخشی کہ جب وہ چاہیں غیب کی بات معلوم کر لیں" (تقویت الایمان)

ذرا غور کیجئے! صراط مستقیم کی عبارت صـ۸ میں یہ ہی مولوی اسمٰعیل صاحب

یہ لکھ چکے کہ شغل دورہ کرنے والے اس کی مدد سے زمین کی ہر مقام کی جب چاہیں سیر کریں اور لوحِ محفوظ پر مطلع ہوں، دورہ کا شغل کرنے والے معمولی انسانوں کے لئے تو لوحِ محفوظ تک رسائی مانی جا رہی ہے جو بلا شبہ غیب ہے اور یہاں تقویت الایمان میں جب انبیاء کرام کا ذکر کیا تو صاف کہہ دیا کہ انبیاء کرام اللہ کے تعلیم دینے اور قوت بخشنے سے بھی غیب کی بات دریافت نہیں کر سکتے جس کا مطلب یہ ہُوا کہ غیر نبی تو چند درود وظائف کی مدد سے لوحِ محفوظ جیسے عظیم الشان غیب پر اطلاع پا سکتا ہے، مگر حضور علیہ السلام اللہ تعالیٰ کی تعلیم و عطا سے بھی غیب پر مطلع نہیں ہو سکتے۔ معاذ اللہ۔ یہ ہے مدیرِ تجلی اور ان کے امام کا عقیدہ؛ چنانچہ اپنے اسی عقیدہ و ایمان کو مولوی اسمٰعیل صاحب نے تقویت الایمان کے صفحہ ۸ پر یُوں لکھا ہے:۔

"پھر خواہ یوں سمجھے کہ ان کو یہ بات اپنی ذات سے ہے یا اللہ کے دینے سے۔ غرض اس عقیدہ سے ہر طرح شرک ثابت ہوتا ہے" (تقویت الایمان ص۸)

یعنی چاہے یہ کہو کہ انبیاء کو علم خود بخود ذاتی ہے کسی نے ان کو دیا نہیں اور خواہ یہ کہو کہ اللہ کے عطا فرمانے سے (عطائی علم) ہے۔ بہر صورت شرک ہے۔ دیکھئے انبیاء کرام کے لئے یہ تعلیمِ علمِ غیب ماننے کو بھی شرک کہہ رہے ہیں جس سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ دیوبندی قوم کے نزدیک اللہ عزّ وجل کا علم ذاتی بھی ہے اور عطائی بھی، دونوں قسم کے علم کو اللہ تعالیٰ کا خاصہ قرار دے کر انبیاء کرام کے لئے اس کے ماننے کو شرک کہا۔

اب قارئین کرام تعصّب سے علیحدہ ہو کر سوچیں کہ کیا یہ ممکن ہے کہ کوئی ہستی اللہ عزّ وجل کو صفتِ علم عطاء کرے اور جو قرآن و حدیث، عقل و قیاس، مشاہدہ و تاریخی حقائق سے آنکھیں میچ کر ایسا نظریہ گھڑے کہ اللہ تعالیٰ کی صفتِ علم عطائی ہے۔ اس شخص یا گروہ کی سلامتی، ہوش و حواس کے بارے میں اہل علم و عقل کیا رائے قائم کریں گے!

اس سلسلے میں یہ امر بھی خالی از دلچسپی نہ ہو گا کہ جو لوگ اپنی سفاہت و بے دانشی کی بنا پر حضور سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے علم ما کان و ما یکون کے اثبات کرنے کو کھُلا ہُوا مشرکانہ توحید شکن عقیدہ قرار دیتے ہیں توحید ان کی بھی بے شکن نہیں رہی اور انہوں نے

اپنی خانہ ساز توحید کے نشہ میں مخمور ہو کر جو زیادتیاں کیں، موحدی ان کی بھی سالم نہیں بچی ۔ انہیں کے قلم نے ان کی توحید و موحدیت کے پرخچے اُڑا دیئے اور ہمیں ناحق کافر و مشرک بناتے بناتے خود ہی شرک و کفر کے سمندروں میں غوطے کھانے لگے۔

آپ کہیں گے یہ کیسے ؟ تو سُنیئے ! یہ ایسے کہ :

ابھی جو ہم نے صراطِ مستقیم کی عبارتیں پیش کی ہیں ان میں مولوی اسمٰعیل دہلوی نے کشف کی صحت کا اقرار کیا ہے ۔ نہ صرف یہ بلکہ یہاں تک لکھا ہے کہ کشف کے ذریعہ جو امور معلوم ہوتے ہیں :۔

آں کشفش مطابق می باشد — وہ کشف واقعے کے مطابق ہوتا ہے

پھر اُنہوں نے بتایا ہے کہ یہ وظیفہ کرو گے تو یہ ہوگا، اور وہ شغل کرو گے تو چودہ طبق روشن ہو جائیں گے۔ مثلاً اُنھوں نے لکھا ہے :۔

(۱) برائے کشفِ قبور : قبروں کے اندر کے حالات معلوم کرنے کے لئے سُبُّوحٌ قُدُّوسٌ کا وظیفہ پڑھو۔

(۲) برائے کشفِ ارواح : روحوں و ملائکہ و جنّت و دوزخ، زمین و آسمان کے مقامات کی سیر کرنے اور وہاں کے حالات معلوم کرنے کے لئے شغل دورہ کرو۔

(۳) برائے کشفِ وقائع آئندہ : آئندہ کے واقعات معلوم کرنے کے لئے یہ کرو۔

(۴) لوحِ محفوظ تک اطلاع پانے کے لئے یہ کرو ۔ وغیرہ وغیرہ۔

(صراط مستقیم ص۱۰۰، ص۱۰۳، ص۱۰۴، ص۱۰۷)

صراطِ مستقیم میں تو وہ کشف کی صحت اور اس کے واقع کے مطابق ہونے کا اقرار کر رہے ہیں حتّٰی کہ یہاں تک لکھ رہے ہیں کہ :۔

"اس قسم کے واقعات اور اس طرح کے معاملات سینکڑوں پیش آئے۔ یہاں تک کہ نبوت کے راستے کے کمالات اپنی انتہائی حد کو پہنچ گئے اور علوم حکمت کا کشف و الہام پورا ہو گیا ،، (صراط مستقیم فارسی ص۱۵۰، ص۱۵۱)

لیکن جب صراط مستقیم میں اپنے پیر سید احمد بریلوی کی فضیلت میں اُنھوں کے کشف و الہام کی صحت کا اقرار کر لیا، تو اب انہیں کی دوسری تصنیف تقویت الایمان اِن کو دُور سے کھڑی اُنگلی دکھانے لگی کہ اے مجدّد وہابیہ دوسروں پر کفر و شرک کے فتوے دے کر جاتے کہاں ہو۔ آغوشِ شرک و کفر سے تو تم کو بھی مفر نہیں ہے۔

مولوی اسماعیل صاحب نے جب مُڑ کر دیکھا تو تقویت الایمان کا یہ صفحہ ان کے سامنے آگیا۔ جس میں انہیں کی قلم نے یہ تحریر کیا ہُوا تھا :۔

"شرک سب عبادتوں کا نور کھو دیتا ہے اور نجومی، رمّال، جفّار اور فال دیکھنے والے اور نامہ نکالنے والے اور کشف و استخارہ کا دعویٰ کرنے والے اس میں داخل ہیں" (صفہ ۶)

لیجئے! اب یہ کہا جا رہا ہے کہ کشف و استخارہ کا دعویٰ کرنے والے بھی مشرک ہیں یعنی جو کہے کہ "میں نے کشف کے طور پر جنّت کی سیر کی، مقاماتِ ارواح دیکھے اور ان سے ملاقات کی حتّٰی کہ لوحِ محفوظ تک کی اطلاع پالی، وہ بھی مُشرک ہے"

دیکھا آپ نے! یہ ہے ناحق کسی کو مشرک اور کافر بنانے کا نتیجہ کہ ایک جگہ کشف کو ایمان کہہ دیا اور دوسری جگہ شرک لکھ دیا اور قدرت نے شرک کی تقسیم کے قائم اکبر کو خود اسی کے قلم سے کفر و شرک کی آغوش میں سُلا دیا۔ فاعتبروا یا اولی الالباب۔

امرِ دوم کا بیان

حضور علیہ السلام کے لئے علم مَا کَانَ وَمَا یَکُوْنَ کے اثبات کو مدیرِ تجلّی نے نہ صرف ہماری ایجاد کہا ہے، بلکہ اسے کفرِ جلی قرار دیا ہے اور امرِ واقعہ یہ ہے بڑے بڑے اکابرینِ اُمّتِ آئمہ دین، محدثین و مفسّرین و فقہاءِ اُمّت بھی حضور کے لئے مَا کَانَ وَمَا یَکُوْن کے قائل۔ ملاحظہ فرمائیے :

شیخ محقق مولانا عبدالحق محدّث دہلوی علیہ الرحمہ

۱ : حضور علیہ السلام نے فرمایا :۔ فتجلّٰی لی کل شیٔ و عرفت (ترمذی) مجھ پر ہر چیز

روشن ہو گئی اور میں نے اس کو پہچان لیا) :

(۲) فعلمت ما فی السمٰوٰت والارض — میں نے جان لیا جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے۔

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی اشعۃ اللمعات میں اس حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں :۔

۱ : پس دانستم ہرچہ در آسمانہا و ہرچہ در زمینہا بود عبارت است از حصول تمامۂ علوم جزوی و کلی و احاطۂ آں (اشعۃ اللمعات) — پس جانا میں نے جو کچھ آسمانوں اور زمینوں میں ہے (حضور کا یہ ارشاد عبارت ہے تمام علومِ جزوی و کلی کے حاصل ہونے اور ان کا احاطہ کرنے سے۔

مدارج النبوت میں تحریر فرماتے ہیں :۔

۲ : ہرچیز در دنیا است از زمانِ آدم تا نفخۂ اولی بروئے صلی اللہ علیہ وسلم منکشف ساختند تا ہمہ احوال او را از اول تا آخر معلوم گردید و یاران خود را نیز بعضے خبر دار (مدارج النبوت) — آدم علیہ السلام کے زمانہ سے نفخۂ اولیٰ تک جو کچھ دُنیا میں ہے سب ہمارے حضور پر منکشف فرما دیا تھا۔ یہاں تک کہ تمام احوال اوّل سے آخر تک کا حضور کو معلوم ہُوا اور حضور نے اپنے اصحاب کو اس میں سے بعض کی خبر دی۔

دیکھئے! حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی اقرار کر رہے ہیں کہ حضور علیہ السلام کو تمام علم عطا ہُوا اور آسمانوں اور زمینوں کے تمام علوم جزوی و کلی آپ نے احاطہ کر لیا۔

مدیر تجلّی بتائیں کہ شیخ نے یہ نظریہ قرآن و حدیث، عقل و قیاس، مشاہدہ و تاریخی حقائق سے آنکھیں بند کر کے قائم کیا تھا ؟

حضرت شاہ عبدالعزیز محدّث دہلوی علیہ الرحمہ سورۂ جن کی تفسیر میں فرماتے ہیں :۔

(۱) مطلع نمی کند بر غیبِ خاص خود ہیچ کس را کہ رفع تلبس و اشتباہ و — اللہ عزّوجل اپنے غیب خاص پر کسی کو اس طرح مطلع نہیں فرماتا کہ بغیر کسی شک و شبہ

وخطائے کلی بر آں اطلاع باشد مگر کسے کہ پسند میکند و آں کس رسول باشد خواہ از جنس ملک و خواہ از جنس بشر مثل حضرت محمدیہ علیہ الصلوٰۃ والسلام اور اظہار بر غیوب خاصہ می فرمائید۔

(تفسیر عزیزی سورۂ جن)

وخطا کے یقینی اطلاع اسے ہو جائے مگر وہ شخص جسے اللہ پسند فرمائے اور رسول ہو خواہ ملائکہ میں سے ہو، خواہ انسانوں میں سے (جیسے حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) اس رسول کو اپنے خاص غیبوں پر مطلع فرما دیتا ہے۔

پھر یہی حضرت شاہ عبدالعزیز آیہ مبارکہ ویکون الرسول علیکم شہیدا کی تفسیر میں لکھتے ہیں:۔

(۲) و باشد رسولِ شما گواہ زیرا کہ او مطلع است بنورِ نبوت بر رتبہ ہر متدین بدین خود کہ کدام درجہ از دینِ من رسیدہ و حقیقت ایمان او چیست و حجابے کہ بداں از ترقی محبوب ماندہ است کدام است پس اومی شناسد گناہانِ شمارا و درجاتِ ایمانِ شما و اعمالِ نیک و بد شمارا و اخلاص و نفاق شمارا لہٰذا شہادتِ او در دنیا و آخرت بحکمِ شرع در حق امت مقبول و واجب العمل است۔

تمہارے رسول تم پر گواہ ہوں گے، کیونکہ حضور نبوت کے نور کے سبب مطلع ہیں کہ دین میں اس کا کتنا درجہ ہے اور اس کے ایمان کی کیا حقیقت ہے اور جس پردہ کے سبب وہ ترقی سے رُک گیا ہے وہ کونسا حجاب ہے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم تم سب کے ایمان کے درجوں کو جانتے ہیں اور تمہارے اچھے بُرے کاموں سے واقف ہیں اور تمہارے اخلاص و نفاق پر مطلع ہیں۔ اس لیے حضور کی گواہی اُمت کے حق میں مقبول اور واجب العمل ہے۔

دیکھئے! شاہ صاحب بخیالِ مدیر تجلی کیسے کیسے ڈبل شرکوں کے پہاڑ ان کی ننھی سی جان پر توڑ رہے ہیں کہ حضور علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے اپنے غیب خاص پر مطلع فرمایا ہے حضور لوگوں کے ایمان، ایمان کی حقیقت، ایمان کے درجہ اور ترقی سے رُک جانے کے اسباب سے واقف ہیں، حتیٰ کہ آپ ان کے خلوص و نفاق سے بھی باخبر ہیں۔

اب کیا فتویٰ ہے مدیر اعلیٰ تجلی کا حضرت شاہ صاحب کے متعلق؟ کیا یہ بھی سفہاء جہاں کی نکتہ سنجی اور ذہن کی تاریکی و پستی ہے؟ پھر اس سے بھی بڑھ کر شاہ صاحب کا ارشاد یہ ہے کہ جس کو انھوں نے سورہ جن کی تفسیر میں فرمایا

(۳) اطلاع بر لوحِ محفوظ بمطالعہ و دیدن نقوش نیز از بعضے اولیا بتواتر منقول است۔ (تفسیر عزیزی)

لوحِ محفوظ پر مطلع ہونا، اسے دیکھنا جو کچھ اس میں لکھا ہے۔ بعض اولیاء سے تواتر کے ساتھ ثابت ہے۔

مدیر تجلی کفر و شرک کا تھیلا جلد سنبھالیں اور اگر کوئی تیر باقی رہ گیا ہو تو چھید دیں اس سے حضرت شاہ صاحب عبد العزیز علیہ الرحمہ کا سینہ، جو حضور تو حضور، حضور کے غلاموں اولیاء کرام کے لئے لوح محفوظ (جس میں ماکان و مایکون بھی داخل ہے) کا مشاہدہ تواتر سے ثابت مان رہے ہیں۔ کیا حضرات شاہ عبد العزیز صاحب نے یہ سطور طلسم ہوشربا کے مطالعہ کے بعد لکھی تھیں؟

علامہ بحر العلوم ابو العیاش | ملک العلماء عبد العلی محمد لکھنوی قدس سرہٗ

حاشیہ شرح میر زاہد رسالہ قطبیہ جو بیان تصور و تصدیق میں ہے اس کے خطبہ مبارکہ میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی مدح میں فرماتے ہیں:۔

وَعَلَّمَہٗ عُلُوْمًا بَعْضُھَا مَا احْتَوٰی عَلَیْہِ الْقَلَمُ الْاَعْلٰی وَمَا اسْتَطَاعَ عَلٰی اِحَاطَتِھَا اللَّوْحُ الْاَوْفیٰ لَمْ مِثْلُہٗ مِنَ الْاَزَلِ وَلَمْ یُوْلَدْ اِلَی الْاَبَدِ فَلَیْسَ لَہٗ فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ کُفُوًا اَحَدٌ

حضور کو اللہ عزوجل نے بعض وہ علوم سکھائے جن پر قلم اعلیٰ حاوی نہ ہوا اور لوحِ اوفیٰ ان کا احاطہ نہ کر سکی۔ زمانہ نے روزِ ازل سے نہ اس جیسا پیدا کیا نہ ابد تک ویسا پیدا ہوگا تو نہیں ہے سارے آسمانوں اور زمینوں میں اس کا کوئی جوڑ۔

یہ علامہ عبد العلی لکھنوی وہ ہیں جن کے علم و فضل کا زمانہ نے اعتراف کیا ہے اور جن کا رسالہ قطبیہ آج بھی مدارس نظامیہ میں پڑھایا جاتا ہے۔ اگر مدیر تجلی نے پورا کورس پڑھا ہے تو یہ رسالہ بھی پڑھا ہوگا۔ یہی علامہ بحر العلوم فرما رہے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے

حضور کو بعض وہ علوم سکھائے ہیں جن پر لوح و قلم نہ حاوی ہُوئے - اب غور کیجئے کہ جن علوم کا احاطہ لوح و قلم نہ کر سکیں ان کے مقابل علم ما کان و ما یکون کی تو حیثیت ہی کیا ہے، مدیر تجلی تو صرف اس پر سیخ پا ہو گئے کہ حضور کو عالمِ ما کان وَما یکون کہہ دیا۔ مگر کیا فتویٰ ہے ان کا۔ علامہ بحر العلوم کے متعلق جو علم ما کان ما یکون تو الگ رہا، وہ تو یہ دعویٰ کرتے ہیں "کہ حضور کو بعض وہ علوم دیئے گئے جن پر لوح و قلم حاوی نہیں ہو سکے گا۔

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی علیہ الرحمۃ

۱ : فَتَجَلّٰى لَهٗ كُلُّ شَيْءٍ كَمَا أَخْبَرَ عَنْ هٰذَا الْمَشْهَدِ فِيْ قِصَّةِ الْمِعْرَاجِ -	ہر شئ اس پر روشن ہوجاتی ہے، جیسے واقعہ معراج میں حضور نے اس مقام کی خبر دی -
۲ : اَلْعَارِفُ يَنْجَذِبُ اِلٰى حَيِّزِ الْحَقِّ فَيَصِيْرُ عِنْدَ اللّٰهِ فَيَتَجَلّٰى لَهٗ كُلُّ شَيْءٍ	عارف مقامِ حق تک کھینچ کر بارگاہِ قرب میں ہوتا ہے تو ہر چیز اس پر روشن ہوجاتی ہے۔

غور کیجئے! مَا كَانَ وَمَا يَكُوْنَ کا کون سا حصہ باقی رہ گیا، جو ہر شئ میں نہ آیا، مدیرِ تجلی تو حضور علیہ السلام کے لئے ہر شئے کے علم کو ثابت کرنے کو عقل و قیاس اور مشاہدہ کے خلاف بتا رہے تھے، مگر حضرت ولی اللہ نے تو ان کے زخموں پر مزید نمک چھڑکنے کے لئے یہاں تک دعویٰ فرما دیا کہ ہر شئ کا علم تو عارف کو بھی ہو جاتا ہے۔

اس کے بعد ولی فرد کے خصائص میں تحریر فرماتے ہیں کہ وہ تمام نشاط عنصری جسمانی پر مستولی ہوتا ہے (اس کے بعد فرمایا) یہ استیلا انبیاء کرام میں تو ظاہر ہے ۔

۳ : وَاَمَّا فِيْ غَيْرِهِمْ فَمَنَاصِبُ وِرَاثَةِ الْاَنْبِيَاءِ كَالْمُجَدِّدِيَّةِ وَالْقُطْبِيَّةِ وَظُهُوْرُ اٰثَارِهَا وَاَحْكَامِهَا وَالْبُلُوْغُ اِلٰى حَقِيْقَةِ كُلِّ عِلْمٍ وَحَالٍ	لیکن غیر انبیاء ہیں وراثتِ انبیاء کے منصب ہیں جیسے مجدد اور قطب ہوتا ہے اور ان کے آثار و احکام کا ظاہر ہونا اور ہر علم و حال کی حقیقت کو پہنچ جانا

پھر اسی تقریرِ مذکور میں فرماتے ہیں :-

۴ : بَعْدَ ذَالِكَ كُلِّهٖ جُبِلَتْ نَفْسُهٗ نَفْسًا قُدْسِيَّةً لَا يَشْغَلُهٗ شَانٌ عَنْ شَانٍ وَلَا يَاتِيْ عَلَيْهِ حَالٌ مِنَ الْاَحْوَالِ اِلَى التَّجَرُّدِ اِلَى النُّقْطَةِ الْكُلِّيَّةِ اِلَّا وَهُوَ خَبِيْرٌ بِهَا الْاٰنَ وَاِنَّمَا الْاٰتِيْ التَّفْصِيْلُ لِاِجْمَالٍ

اصل بات یہ ہے کہ فرد کا نفس اصل پیدائش میں نفس قدسی بنایا جاتا ہے اسے ایک بات دوسری سے غافل نہیں کرتی (یعنی یہ نہیں ہوتا کہ ایک دھیان میں دوسری چیز کا خیال نہ رہے بلکہ ہر جانب ہر شی پر اس کی نگاہ ایک سی رہتی ہے) اور اب سے لے کر اس وقت تک کہ وہ سب سے جُدا ہو کر عام سے جا ملے (یعنی وقت وفات تک) جو کچھ حال اس پر آنے والا ہے اس سب کی اس وقت اسے خبر ہے۔ وہ جو آئے گا اجمال کی تفصیل ہے۔

اب کیا فتویٰ ہے مدیر تجلّی کا حضرت امام ولی علیہ الرحمہ کے متعلق ؟ کیا انہیں بھی ایک خالی بشر کو دیوتا بنانے اور عقل شکن خصوصیات کا مالک قرار دینے کا جنون سوار ہو گیا تھا ؟ جو ولی فرد کو نفس قدسی کہہ کر تمام حال احوال پر اس کو مطلع مان رہے ہیں اور ہر شے کا اسے عالم بتا رہے ہیں ؟ حضرت ولی اللہ پر بھی دو ایک کفر و شرک چھینٹے مار دیجئے تاکہ رہی سہی دیوبندیت کا جنازہ ہی نکل جائے۔

علامہ بوصیری و مُلّا علی قاری

امام محمد بوصیری قصیدہ بُردہ شریف میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو مخاطب بنا کر عرض کرتے ہیں :-

۱ :- فَاِنَّ مِنْ جُوْدِكَ الدُّنْيَا وَضَرَّتَهَا وَمِنْ عُلُوْمِكَ عِلْمَ اللَّوْحِ وَالْقَلَمِ

یا رسول اللہ دنیا و آخرۃ دونوں آپ کی بخشش سے ایک حصّہ ہے اور لوح و قلم کا علم حضور کے علم کا ایک ٹکڑا ہے۔

علامہ علی قاری علیہ الرحمۃ الباری اس کی شرح میں فرماتے ہیں کہ لوح و قلم کے علوم کا حضور کے علم میں سے ہونے کا بیان یہ ہے کہ حضور کے علم بہت اقسام کے ہیں علومِ کلیہ علوم جزیہ علومِ حقائق اشیاء علومِ اسرار خفیہ اور وہ علوم و معارف جو ذات و صفاتِ الٰہیہ سے متعلق ہیں۔

Scanned by CamScanner

۲ :- وَعِلْمُهَا يَكُوْنُ نَهْرًا مِّنْ بُحُوْرِ عِلْمِهٖ وَحَرْفًا مِّنْ سُطُوْرِ عِلْمِهٖ (حل العقدہ شرح البردہ)

اور لوح و قلم کے علم حضور کے علوم کے سمندروں میں سے ایک نہر اور آپ کے علوم کی سطروں میں سے ایک سطر ہے۔

مولوی ذوالفقار علی دیوبندی

بردہ کے مذکورہ بالا شعر کا ترجمہ یوں کرتے ہیں :۔

”اور منجملہ آپ کے علوم و معلومات کے علم لوح و قلم ہے“۔ (عطر الوردہ ص ۱۰۳)

سیّد صادق علی رضوی

رضیہ صادقہ ص ۱۴۰ پر ترجمہ یوں کرتے ہیں :۔

”و از بعضے معلومات تو علم و قلم است الحاصل الخ و علم تو محیط است بجمیع اشیاء و آنچہ بر صفحہ لوح محفوظ از زبان قلم رسیدہ“

یہ لیجئے! حضرت امام بوصیری اور حضرت ملا علی قاری لوح و قلم کو حضور علیہ السلام کے دفترِ معلومات کی ایک سطر قرار دے رہے ہیں اور یہ

قرآن سے پوچھ لیجئے کہ لوح میں کیا ہے؟

۱ :- كُلَّ شَيْءٍ أَحْصَيْنٰهُ فِيْ إِمَامٍ مُّبِيْنٍ

ہم نے ہر چیز کو لوحِ محفوظ میں جمع کر دیا۔

۲ :- كُلُّ صَغِيْرٍ وَّكَبِيْرٍ مُّسْتَطَرٌ

ہر چھوٹی بڑی چیز لوح محفوظ میں لکھی ہوئی ہے۔

۳ :- وَمَا مِنْ غَائِبَةٍ فِي السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ إِلَّا فِيْ كِتَابٍ مُّبِيْنٍ

زمین و آسمان کے سب غیب لوحِ محفوظ میں لکھے ہوئے ہیں۔

۴ :- لَا رَطْبٍ وَّلَا يَابِسٍ إِلَّا فِيْ كِتَابٍ مُّبِيْنٍ

کوئی تر اور خشک چیز ایسی نہیں جو لوحِ محفوظ میں نہ ہو۔

۵ : لَا أَصْغَرُ مِنْ ذٰلِكَ وَلَا أَكْبَرُ إِلَّا فِيْ كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ

ذرہ سے چھوٹی اور بڑی چیز ایسی نہیں جو لوحِ محفوظ میں نہ ہو۔

مذکورہ آیاتِ کریمہ نے صاف کر دیا کہ لوحِ محفوظ میں ایک علم خمس و قیامت کیا تمام

ماکان وما یکون روزِ اوّل سے جو کچھ ہو گا سب ظاہر و باطن، خشک و تر، صغیر و کبیر تمام غیب و شہادت اور علوم خمس کا ذرہ ذرہ تفصیلاً قلم قدرت نے لکھ دیا ہے۔ امام اجل بوصیری اور ملا علی قاری لوحِ محفوظ کے علوم کو حضور کے علم کی ایک سطر قرار دے رہے ہیں۔ مدیر تجلی تو علم ماکان وما یکون سے چڑکر جلی کٹی سنا رہے ہیں اور علامہ علی قاری تو اس سے بھی بڑھ کر دعویٰ کر رہے ہیں۔ مدیر تجلی کیا اسے بھی کھلا ہُوا کافرانہ توحید شکن عقیدہ قرار دیں گے؟

یہ ہی حضرت ملا علی قاری علیہ الرحمہ یخبر کم بما مضیٰ وما ھو کائن الحدیث کی شرح میں لکھتے ہیں:-

يُخْبِرُكُمْ بِمَا مَضٰى اَىْ بِمَا سَبَقَ مِنْ خَبَرِ الْاَوَّلِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ وَمَا هُوَ كَائِنٌ بَعْدَكُمْ اَىْ مِنْ نَبَاءِ الْاٰخِرِيْنَ فِى الدُّنْيَا وَمِنْ اَحْوَالِ الْاَجْمَعِيْنَ فِى الْعُقْبٰى

(اس حدیث سے ثابت ہُوا) کہ حضور گزشتہ و آئندہ تم سے پہلوں اور تمہارے بعد والوں کو دُنیا و عقبیٰ کے جمیع احوال کی خبر دیتے ہیں۔"

(مرقات ج ۵ ص ۲۷۵)

حضور کو تمام دنیا و عقبیٰ کے تمام احوالات کی خبر دینے والا مان رہے ہیں۔ کیا مدیر تجلی کے نزدیک یہ بھی دیومالائی نظریہ ہے۔

علاّمہ قسطلانی شارح بخاری و امام ابن الحاج مکیؒ

علامہ قسطلانی مواہب لدنیہ میں اور امام ابن الحاج مکی مدخل میں لکھتے ہیں:-

وَلَا شَكَّ اِنَّ اللّٰهَ قَدْ اَطْلَعَهٗ عَلٰى اَزْيَدَ مِنْ ذَالِكَ وَاَلْقٰى عَلَيْهِ عِلْمَ الْاَوَّلِيْنَ وَالْاٰخِرِيْنَ

اور اس میں شک نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے حضورِ اکرم کو اس سے بھی زیادہ علم عطا فرمایا اور اوّلین و آخرین کا علم آپ پر پیش کیا۔

یہ ہی علامہ قسطلانی مواہب میں فرماتے ہیں کہ ہمارے علماء نے فرمایا کہ زائر اپنے نفس کو آگاہ کر دے کہ وہ حضور کے سامنے حاضر ہے جیسا کہ حضور کی حیات ظاہر میں۔ اس لئے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلّم کی حیات و وفات میں اس بات میں کچھ فرق نہیں کہ:-

فِی مُشَاھَدَتِہٖ لِاُمَّتِہٖ وَمَعْرِفَتِہٖ بِاَحْوَالِھِمْ وَنِیَّاتِھِمْ وَعَزَائِمِھِمْ وَخَوَاطِرِھِمْ وَذَالِکَ عِنْدَہٗ جَلِیٌّ لَا خَفَاءَ بِہٖ (مواہب لدنیہ)	حضور اپنی امت کو دیکھ رہے ہیں، ان کی حالتوں، نیتوں اور ارادوں اور دلوں کے خطروں کو پہچانتے ہیں اور یہ سب حضور پر روشن ہے کچھ بھی پوشیدہ نہیں۔

یہ دیکھئے حضرت علامہ قسطلانی شارح بخاری یہ حکم کر رہے ہیں کہ حضور کو علوم اولین و آخرین میں انبیاء کرام حضرت آدم و خلیل و خضر علیہم السلام کے علوم اور ملائکہ ہیں حاملین عرش و حاضرین لوح محفوظ کے علوم بھی داخل ہیں جو علم ما کان و ما یکون کو محیط ہیں۔ نیز وہ یہ بھی فرماتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اپنی اُمت کے حالات و نیات عزائم اور قلوب کے خطرات سے بھی واقف ہیں۔ مدیر تجلی کا علامہ قسطلانی کے متعلق کیا فتویٰ ہے؟ کیا یہ بھی قصہ کوہ قاف کی پریوں کا پڑھنے والوں میں سے ہیں؟

علامہ خفاجی صاحبِ نسیم الریاض

آپ شرح شفا قاضی عیاض علیہ الرحمہ میں فرماتے ہیں کہ :-

اَنَّہٗ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عُرِضَتْ عَلَیْہِ الْخَلَائِقُ مِنْ لَّدُنْ آدَمَ اِلٰی قِیَامِ السَّاعَۃِ فَعَرَفَھُمْ کُلَّھُمْ کَمَا عَلَّمَ آدَمَ الْاَسْمَاءَ کُلَّھَا (نسیم الریاض شرح شفا قاضی عیاض)	حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر ساری مخلوقات از آدم تا روزِ قیامت پیش کی گئیں۔ آپ نے ان سب کو جان لیا جیسے حضرت آدم علیہ السلام کو سب نام سکھائے گئے۔

لیجئے! علامہ خفاجی فرما رہے ہیں کہ حضور علیہ السلام پر حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر قیامِ قیامت تک کی تمام مخلوقات کو پیش کیا گیا اور حضور نے ان سب کو جان لیا۔ مدیر تجلی اس پر بھی اپنی تحقیق و تدقیق کے دریا بہا کر کہہ دیں کہ یہ تو جہال و سفہا کی نکتہ سنجی ہے؟

علامہ رازی علیہ الرحمہ

زیر آیہ وَکَذٰلِکَ نُرِیْ اِبْرَاھِیْمَ مَلَکُوْتَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ فرماتے ہیں:-

اَلْاِطِّلَاعُ عَلٰی آثَارِ حِکْمَۃِ اللّٰہِ تَعَالٰی	اس عالم کی تمام جنسوں، نوعوں اور صنفوں

رسم حوالہ دیوبندی
اختساب المحسن
کا یہ ہلوان
تجلیات مدینہ
میں بھی لکھا ہے

فِی کُلِّ وَاحِدٍ مِّنْ مَخْلُوْقَاتِ هٰذَا الْعَالَمِ بِحَسْبِ اَجْنَاسِهَا وَاَنْوَاعِهَا وَاَصْنَافِهَا وَاَشْخَاصِهَا وَاَجْزَائِهَا مِمَّا لَا یَحْصُلُ اِلَّا لِاَکَابِرِ مِنَ الْاَنْبِیَاءِ عَلَیْهِمُ الصَّلٰوۃُ وَلِهٰذَا الْمَعْنٰی کَانَ رَسُوْلُنَا صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ فِیْ دُعَائِهٖ اَللّٰهُمَّ اَرِنَا الْاَشْیَاءَ کَمَا هِیَ

اور شخصوں اور بدنوں اور ہر ہر مخلوق میں حکمتِ الٰہیہ کے آثار پر انہیں اکابر کو اطلاع ہوتی ہے جو انبیاء علیہم السّلام ہیں۔ اسی لئے حضور نے دعاء فرمائی۔ الٰہی! تمام چیزیں جیسی وہ ہیں ہمیں دکھا دے۔ یعنی علامہ فخر الدین رازی فرما رہے ہیں کہ تمام مخلوقات کے ایک ایک ذرّہ کی جسم نوع، جسم شخص اور ان سب میں اللہ عزّوجل کی حکمتوں کو اکابرین انبیاء کرام جانتے ہیں۔ کیا مدیر تجلی اس کو بھی علامہ رازی کی سفاہت و بے دانشی کا شاہکار قرار دیں گے۔

صاحبِ تفسیر نیشاپوری

وَجِئْنَا بِكَ عَلٰی هٰؤُلَاءِ شَهِیْدًا کے تحت لکھتے ہیں:-

لِاَنَّ رُوْحَهٗ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ شَاهِدٌ عَلٰی جَمِیْعِ الْاَرْوَاحِ وَالْقُلُوْبِ وَالنُّفُوْسِ لِقَوْلِهٖ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَوَّلُ مَا خَلَقَ اللّٰهُ رُوْحِیْ

حضور اقدس صلّی اللہ علیہ وسلّم کی روحِ انور ہر ایک کے دل، ہر ایک کے نفس، ہر ایک کی رُوح کا مشاہدہ فرماتی ہے۔ اسی لئے حضور نے فرمایا کہ سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے میری رُوح کو پیدا کیا۔

اب کیا فتویٰ ہے؟ مدیر تجلی کا علاّمہ نیشاپوری پر جو یہ حکم کر رہے ہیں کہ کوئی دل کوئی نفس حضور کی نظر کریم سے اوجھل نہیں ہے اور عالم میں جو کچھ ہُوا ہے سب حضور کے سامنے ہی ہُوا ہے کیونکہ اللہ عزّوجل نے سب سے پہلے حضور کی روح پاک کو پیدا فرمایا گیا۔ علامہ نیشاپوری بھی مدیر تجلی کے نزدیک لایعنی اور شرمناک عقائد کے حامل تھے۔

حضرت عبد العزیز دباغ

کتاب الابریز میں تحریر فرماتے ہیں کہ:-

بِعِلْمِہٖ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مِنَ الْعَرْشِ اِلَی الْفَرْشِ وَیَطَّلِعُ عَلٰی جَمِیْعِ مَا فِیْھِمَا وَھٰذَا الْعُلُوْمُ کُلُّھَا بِالنِّسْبَۃِ اِلَیْہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَاَلْفٍ مِّنْ سِتِّیْنَ حِزْبًا الَّتِیْ ھِیَ الْقُرْاٰنُ الْعَزِیْزُ کَیْفَ یَخْفٰی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَالْوَحْدُ مِنْ اَھْلِ التَّصَرُّفِ مِنْ اُمَّتِہِ الشَّرِیْفَۃِ لَا یُمْکِنُہُ التَّصَرُّفُ اِلَّا بِمَعْرِفَۃِ ھٰذِہِ الْخَمْسِ (ابریز ص ۲۵۸)

حضور علیہ السلام عرش سے لے کر فرش تک جانتے ہیں اور اس کے تمام معانی پر مطلع ہیں اور یہ تمام علوم نبی کریم کی طرف نسبت ایسے ہیں جیسا کہ قرآن پاک میں ہزار میں سے ساٹھ حصے ۔۔۔ اور حضور سے غیوب خمسہ کیسے چھپے رہ سکتے ہیں جبکہ امر واقعہ یہ ہے کہ حضور کی اُمّتِ شریفہ میں جو اولیاء کرام اہلِ تصرف ہیں وہ جب تک ان پانچوں غیبوں کو جان نہ لیں تصرف نہیں کر سکتے۔

علامہ بدر الدین عینی شارح بخاری تحریر فرماتے ہیں :-

فِیْہِ دَلَالَۃٌ عَلٰی اَنَّہٗ اَخْبَرَ فِی الْمَجْلِسِ الْوَاحِدِ بِجَمِیْعِ اَحْوَالِ الْمَخْلُوْقَاتِ مِنْ اِبْتِدَائِھَا اِلٰی اِنْتِھَائِھَا

اس حدیث میں دلالت ہے کہ آنحضور علیہ السلام نے ایک ہی مجلس میں مخلوقات کے ابتداء سے انتہاء تک جملہ حالات کی خبر دی۔ (عینی)

فاضل ابن عطیہ

فتوحات وہبیہ شرح اربعین امام نووی میں حضور علیہ السلام کو علمِ قیامت ہونے کے بارے میں لکھتے ہیں :-

اَلْحَقُّ کَمَا قَالَ جَمْعٌ اِنَّ اللّٰہَ سُبْحَانَہٗ تَعَالٰی لَمْ یَقْبِضْ نَبِیَّنَا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ حَتّٰی اَطْلَعَہٗ عَلٰی کُلِّ مَا اَبْھَمَہٗ عَنْہُ

حق مذہب وہ ہے جو ایک جماعت علماء نے فرمایا کہ اللہ عزّ و جل ہمارے نبی صلّی اللہ علیہ وسلّم کو دُنیا سے نہ لے گیا یہاں تک کہ جو کچھ حضور سے مخفی رہا تھا اس سب کا علم حضور کو عطا فرمایا۔

امام ابن حجر مکی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ "ام القریٰ" میں ہے :-

وَسِعَ الْعَالَمِیْنَ عِلْمًا وَحِلْمًا | حضور کا علم و حلم تمام جہان کو محیط ہے۔

علامہ ابن حجر مکی اس کی شرح میں فرماتے ہیں :-

اِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی اِطَّلَعَہٗ عَلَی الْعَالَمِ فَعَلِمَ عِلْمَ الْاَوَّلِیْنَ وَالْاٰخِرِیْنَ مَا کَانَ وَمَا یَکُوْنُ

یہ اس لئے کہ حضور علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے تمام عالم پر اطلاع دی تو سب اولین و آخرین کا علم حضور کو ملا۔ جو ہو گزرا ہے اور جو ہونے والا ہے (حضور نے سب جان لیا)

علامہ بیجوری علیہ الرحمہ، شرح بردہ میں لکھتے ہیں :-

لَمْ یَخْرُجْ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مِنَ الدُّنْیَا اِلَّا بَعْدَ اَنْ اَعْلَمَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی بِھٰذِہِ الْاُمُوْرِ
(شرح بردہ ص ۹۱)

نبی صلی اللہ علیہ وسلم دُنیا سے نہیں تشریف لے گئے، مگر اس کے بعد کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو پانچوں غیبوں کا علم فرما دیا تھا۔

یہ چند حوالے بطور نمونہ پیش کر دیئے ہیں ؛ ورنہ اس نوع کے سینکڑوں حوالے پیش کئے جا سکتے ہیں۔ جس میں بڑے بڑے جلیل القدر علماء، محدثین، مفسرین و ائمہ دین نے حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے علم ماکان و مایکون کا اثبات کیا ہے۔

سوال صرف یہ ہے کہ مدیر تجلی کس کس کو کافر و مشرک قرار دیں گے۔ علامہ بدر الدین عینی شارح بخاری، حضرت شاہ ولی اللہ، شیخ محقق عبدالحق دہلوی، علامہ قسطلانی، امام ابن حجر مکی ایسے مفسرین و محدثین معاذ اللہ سب کے سب گھاس کھا گئے تھے ؟

اور کیا یہ حضرات بھی قرآن و حدیث، عقل و مشاہدہ سے آنکھیں میچ کر دیو مالائی عقائد و افکار کے مبلغ اور توحید شکن نظریات کے حامل تھے۔





مَا عَلَّمْنَاہُ الشِّعْرَ ؛ ہمارے شہر کے بہت بڑے دیوبندی عالم یہ کہتے ہیں کہ اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عَالِمِ مَا کَانَ وَمَا یَکُوْن ہوتے اور آپ کو کل علم ہوتا تو پھر قرآن مَا عَلَّمْنَاہُ الشِّعْرَ وَمَا یَنْبَغِیْ لَہٗ کیوں فرماتا۔ قرآن تو یہ کہتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ نے شعر کا علم نہیں سکھایا لہٰذا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عالِم ماکان و مایکون کیوں کر ہوئے ؟

جواب: لیکن پہلے آپ اپنے شہر کے بہت بڑے دیوبندی عالم سے یہ تو پوچھ دیجئے :-

(۱) وَمَا عَلَّمْنَاہُ میں جو علم ہے اس کے کیا معنیٰ ہیں اور علم کے کتنے معنیٰ آتے ہیں۔

(۲) اس بات پر کیا دلیل ہے کہ آیت میں علم بمعنی دانستن کی نفی ہے۔

(۳) شعر کے کس قدر معنیٰ ہیں اور کیا علم کے معنیٰ صرف دانستن ہی کے آتے ہیں۔

(۴) کفار جو حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو شاعر اور قرآن کو شعر کہتے تھے ان کی کیا مراد تھی۔

(۵) کفار حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو شاعر اور قرآن کو شعر کہہ کر جو معنیٰ مراد لیتے تھے تو آیت میں اسی کا ردّ ہے یا دوسرے معنیٰ کا۔ اگر دوسرے معنیٰ کا ردّ ہے تو یہ لازم آئے گا کہ سوال دیگر اور جواب دیگر۔

(۶) اور اگر اسی معنیٰ کا ردّ ہے جو کفار لیتے تھے تو وہ کیا معنیٰ تھے آیا کلام موزوں یا قضایا مخیلہ۔

(۷) اگر کلام موزوں تھے تو فنِ شعر کے ماہرین کیا کلام موزوں وغیر موزوں میں بھی امتیاز نہ کر سکے اور کیا قرآن پاک کلامِ موزوں ہے۔

(۸) اگر کفار قرآن کو اور حضور کو شعر اور شاعر قضایا یا مخیلہ کے اعتبار سے کہتے تھے تو قضایا صادقہ تھے یا کاذبہ۔

(۹) اگر صادقہ مراد تھے اور آیت میں اس کی نفی ہے تو لازم آئے گا کہ صدہا آیات قرآنیہ کلامِ الٰہی نہ رہیں کہ قرآن شریف میں بکثرت ایسی آیات ہیں۔

(۱۰) اور اگر کاذبہ مراد ہیں تو کفار قرآن پاک کو شعر کہہ کر جھوٹا کہتے تھے تو آیت نے اسی مراد کا ردّ کیا لہٰذا آیت کا یہی مطلب ہوا یا نہیں ؟ کہ ہم نے اپنے محبوب رسول کو (شعر) جھوٹ بولنا نہیں سکھایا اور یہ ان کی شان کے لائق بھی نہیں۔

(۱۱) جھوٹ کا علم (یعنی جھوٹ کیا چیز ہے جھوٹ کس کو کہتے ہیں) اللہ عزوجل کو بھی ہے یا نہیں۔

(۱۲) اور اگر آیت میں علم بمعنیٰ دانستن یا جب تو کیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم شعر کا مفہوم اور اس کے معنیٰ اور نظم و نثر میں فرق نہ سمجھتے تھے، اور اس کا ثبوت کیا ہے؟

(۱۳) علم کے معنیٰ ملکہ کے بھی آتے ہیں یا نہیں؟

(۱۴) اگر آتے ہیں تو اس میں اور علم بمعنیٰ دانستن میں کیا فرق ہے؟

(۱۵) علم بمعنیٰ ملکہ کی نفی سے کیا علم بمعنیٰ دانستن کی نفی لازم آتی ہے اگر جواب اثبات ہے تو اس کا ثبوت کیا ہے۔؟

(۱۶) اگر علم بمعنیٰ ملکہ کے نہیں آتا تو آیت علمنه صنعة لبوس اور حدیث علموا اولادکم السباحة والرماية میں علم کس معنیٰ میں آیا ہے۔

(۱۷) اس آیت کی تفسیر میں کسی مفسر نے کسی تفسیر میں علم شعر کی نفی مراد لی ہے؟

(۱۸) اگر شعر شانِ نبوت کے منافی ہے تو ان تمام علوم کو گنائیے جو شانِ نبوت کے منافی ہیں۔

(۱۹) پھر وہ علوم جو شانِ نبوت کے منافی ہوں گے شانِ الوہیت کے بھی منافی ہوں گے یا نہیں؟

(۲۰) اگر آپ کے نزدیک جس کو شعر کا علم ہوا سے شاعر کہتے ہیں اور خدا کو شعر کا علم ہے تو کفار نے حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو شاعر کہا تھا آپ اللہ عزوجل کو بھی شاعر کہیں گے یا نہیں؟

(۲۱) تفسیر مدارک کا اس آیت کی تفسیر میں یہ فرمانا کہ حضور کو شعر کا علم تھا لیکن ملکہ نہ تھا۔ آپ اس مفسر کے کلام کو صحیح کہتے ہیں یا غلط؟ (دیکھو تفسیر مدارک)

(۲۲) تفسیر روح البیان نے حضور کو نظم پر قادر مانا ہے اور کثیر مفسرین یہ لکھتے ہیں کہ حضور کو شعر کا علم ہے۔ ان کے متعلق آپ کا کیا حکم ہے۔ کیا ان مفسرین کا حضور کو علمِ شعر ماننا قرآن پاک کی مذکورہ بالا صریح آیت سے معارضہ ہے یا نہیں؟

یہ ۲۲ سوالات ہیں آپ براہ کرم اپنے شہر کے بہت بڑے دیوبندی عالم سے پوچھ کر ان کے جوابات ہمیں روانہ کردیجئے۔ ساری حقیقت معلوم ہوجائے گی۔ یہاں اتنا ہم اور کہہ دیں کہ ہم نے جو سوالات کئے ہیں یہ سوال بھی ہیں اور آپ کے سوال کا بفضلہٖ تعالیٰ مکمل جواب بھی ہیں۔



شارح بخاری شریف مفسر قرآن حضرت علامہ مفتی سید محمود احمد رضوی رحمۃ اللہ علیہ

Scanned by CamScanner